وفاتِ مسیح اور احیائے اسلام

تقریر برموقعہ جلسہ سالانہ ۲۶ دسمبر ۱۹۷۸ء

مکرم مولینا دوست محمد صاحب شاہد
مؤرخ احمدیت

الناشر
نظارت اشاعت لٹریچر و تصنیف صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ

وفاتِ مسیحؑ اور احیائے اسلام

تقریر بر موقعہ جلسہ سالانہ ۲۶؍ دسمبر ۱۹۷۸ء

مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد
مؤرخ احمدیت

الناشر
جماعت احمدیہ۔ کراچی

فہرست مضامین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ٥

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَجِیۡبُوۡا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوۡلِ اِذَا

دَعَاکُمۡ لِمَا یُحۡیِیۡکُمۡ (الانفال: ۲۵)

مضمون کی اہمیّت

برادرانِ اسلام!

موضوعِ تقریر ہے: "وفاتِ مسیح ناصری علیہ السلام اور احیاءِ اسلام" عہدِ حاضر کا یہ ایک نہایت اہم مضمون ہے کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام انجیل کی رُو سے بھی محض "صُبح کا ستارہ" تھے[۱] جو اپنے بعد مطلوبِ کائنات مقصودِ کائنات اور مرکزِ کائنات حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی خوشخبری دینے کے لیے ظاہر ہوئے اور آفتابِ محمدیت کے اُفقِ بطحا پر طُلوع ہونے سے قبل ہی غائب ہو گئے۔ لہٰذا اگر ایک

[۱] مکاشفہ باب ۲۲ آیت ۱۶

لحظہ کے لیے بھی فرض کر لیا جائے کہ حضرت مسیح ناصریؑ ابھی تک زندہ ہیں تو ماننا پڑیگا کہ ہمارے نبی نبیوں کے شہنشاہ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اب تک اس عالم میں تشریف فرما نہیں ہوئے ظاہر ہے کہ کوئی کلمہ گو بالخصوص ایک احمدی مسلمان اس ناپاک خیال کو ہرگز برداشت نہیں کرسکتا اُس کی تو پوری زندگی ہی غیر مسلموں کو مسلمان بنانے اور یہ دُعا کرنے کے لیے وقف ہے کہ ؎

اس دیں کی شان و شوکت یا ربّ مجھے دکھا دے
سب جھُوٹے دیں مٹا دے میری دُعا یہی ہے

پس آج مجھے تاریخی حقائق اور واقعاتی شواہد سے ثابت کرنا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی موت اور اسلام کی زندگی دونوں ہی متوازی صداقتیں ہیں جو سیّدُ الکُل، افضل الرُسُل، سیّد الانبیاء، سیّد الاحیاء، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ظہور سے لے کر قیامت تک لازم و ملزوم رہیں گی، اس نقطۂ نگاہ سے بلامُبالغہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسلام کی بنیاد آج سے تیرہ سو سال قبل مسیحیت کے جعلی اور خود ساختہ عقیدۂ حیاتِ مسیحؑ کے خلاف جہاد پر رکھی گئی تھی۔ اسلام کے شاندار ماضی کا راز بھی اسی علمی جہاد میں مخفی تھا اور اُس کا روشن مستقبل بھی اسی کے ساتھ وابستہ ہے۔

مجرّد خاکی جسم کی پرواز کا قدیم خیال

میرے بزرگو اور بھائیو!!

یہ خیال کہ کوئی شخص اپنے خاکی جسم کے ساتھ اُڑ کر آسمان پر چلا گیا ایک پُرانا خیال ہے جو ایشیا اور یورپ کی اقوام میں ہزاروں برس سے پایا جاتا ہے

(جیساکہ ایک امریکی مُصنّف مسٹر ٹی۔ ڈبلیو۔ ڈوان (Mr. T. W. DOANE) نے اپنی کتاب قصصِ بائیبل (BIBLE MYTHS) میں بھی ثابت کیا ہے۔)

حضرت ادریس علیہ السّلام پہلے پیغمبر ہیں جنہیں آسمان پر اُٹھائے جانے والوں کی فہرست میں شامل کیا گیا ہے چنانچہ دُرِّ منثور (سیوطیؒ) میں ہے کہ

رُفِعَ اِلَی السَّمَآءِ السَّادِسَةِ فَمَاتَ فِیْهَا (جلد ۴ صفحہ ۲۴۷)

یعنی حضرت ادریسؑ چھٹے آسمان پر اُٹھائے گئے اور وہیں فوت ہو گئے۔

اور "البدایہ والنّہایہ" لابی الفداءؒ (جلد ۱ صفحہ ۳۱۸) میں ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام اُس تخت سمیت جس پر آپ کی وفات ہوئی تھی آسمان پر پہنچا دیئے گئے۔

اسی طرح ایلیا یعنی حضرت الیاس علیہ السلام کا جسم سمیت آسمان پر جانا سلاطین ۲ باب ۲ آیت ۱۱ میں مندرج ہے اور پھر اُترنے کا وعدہ صحیفۂ ملاکی کے باب ۴ آیت ۵ میں بطور پیشگوئی دیا گیا ہے۔ اسرائیلی اس پیشگوئی کے مطابق آسمان کی راہ دیکھ رہے تھے اور نہایت بیقراری سے حضرت الیاسؑ کے اُترنے کے منتظر تھے کہ حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کا ظہور ہوا، آپ نے فرمایا کہ یحییٰ علیہ السلام ہی وہ الیاسؑ ہیں جن کا آسمان سے آنا مُقدّر تھا (متی ۱۱/۱۴) نیز اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے دعویٰ کیا:

"لَیْسَ اَحَدٌ صَعِدَ اِلَی السَّمَاءِ اِلَّا الَّذِیْ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ اِبْنُ الْاِنْسَانِ الَّذِیْ هُوَ فِی السَّمَآءِ"۔

(یوحنا ۳/۱۳)

آسمان پر کوئی نہیں چڑھا سوائے اُس کے جو آسمان سے اُترا

یعنی ابن آدم جو آسمان میں ہے۔

اس عبارت میں ابن آدم سے مراد خود مسیح ناصری علیہ السلام کا وجود ہے اور آپ اُس وقت بھی ۔ بلکہ آپ زمین پر تھے، اپنے تئیں آسمان پر قرار دیتے تھے اور آسمان پر چڑھنے اور اُترنے سے مراد آپ کی یہ تھی کہ جب تک کوئی انسان روحانیت کے اعتبار سے آسمانی نہ ہو وہ آسمان کی باتیں یعنی روحانی امور کو سمجھ ہی نہیں سکتا۔

حضرت مسیح ناصریؑ کا فیصلہ اور یہود و نصاریٰ

یہودی علماء نے خدا کے برگزیدہ مسیحؑ کا یہ فیصلہ قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اپنی ظاہر پرستی کے باعث آپ کو کافر و ملحد کہہ کر آپؑ کے قتل کے منصوبے باندھنے لگے مگر اس سے بھی بڑھ کر المناک حادثہ یہ رُونما ہوا کہ اس آسمانی فیصلہ کی دھجیاں خود مسیحؑ کے پرستاروں نے اُڑا دیں، انہوں نے حضرت ابنِ مریمؑ کو خدا قرار دیدیا، آپ کی طرف خدائی صفات منسوب کر دیں اور اپنے زعم میں انہیں سچ مچ آسمان پر چڑھا دیا اور یہ عقیدہ تراشا کہ آپ آخری زمانہ میں آسمان سے اُتریں گے اور آخری دَور بھی اُنہیں کا ہوگا، یہ عقیدہ بگڑی ہوئی عیسائیت کا مستقل حصہ بن گیا جس کی توثیق بعد میں نیسیا (NICAEA) کی مشہور چرچ کونسل نے کر دی (انسائیکلوپیڈیا آف برٹینیکا زیر لفظ کریڈ (CREED) جلد ۶ صفحہ ۶۱۹)

ایلین منزیز (ALLAN MENZIES) اور ولیم ایڈی (WILLIAM EDIE) جیسے مغربی مُفکّرین ان جدید خیالات کا مُوجد پولوس کو بتلاتے ہیں اور تسلیم کرتے ہیں کہ یہ اِختراع غیر یہود لوگوں کو عیسائیت کا شکار کرنے کے لیے نہایت ہی موزوں ہتھیار تھا۔ (انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس جلد ۹ صفحہ ۶۸۲)

فرقہ باسیلیدیہ کا دلچسپ نظریہ

دوسری صدی مسیحی میں اسکندریہ کے ایک نئے عیسائی فرقہ باسیلیدیہ (BASILIDES) نے جو حضرت مسیحؑ کو خدا کا اکلوتا بیٹا اور دنیا کا نجات دہندہ تسلیم کرتا تھا یہ دلچسپ نظریہ پیش کیا کہ یسوع مسیحؑ نے واقعۂ صلیب کے وقت اپنی شکل ایک دوسرے شخص (شمعون قرینی) کو دے دی اور خود اس کی صورت اختیار کر لی، اس طرح شمعون کو یسوع مسیحؑ کی بجائے تختۂ دار پر لٹکا دیا گیا اور مسیحؑ یہ نظارہ دیکھنے کے بعد آسمان پر چلے گئے، چنانچہ انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس (جلد ۲ صفحہ ۴۲۸) میں لکھا ہے :-

"He appeared in human form and taught, but, at the crucifixtion changed forms with Simon of cyrene, So that the letter was crucified in the form of Jesus, while christ Himself Stood by and mocked at His enemies in the form of Simon ; for, since He was incorporeal, He was essentially invisible, and so He returned to the father."

(Page 428—Basilides—Basilidians—System of Doctrine ; Encyclopaedia of Religion and Ethics, Vol. II.)

Edited by
(James Hastings M.A.D.D.)

(ترجمہ) یسوع انسانی شکل میں ظاہر ہوا اور تعلیم دیتا رہا مگر واقعۂ صلیب کے دوران اُس نے اپنی شکل شمعون قرینی کو دے دی اور یوں شمعون یسوع کی بجائے مصلوب ہوا اور مسیح شمعون کی شکل میں اپنے دشمنوں کا مذاق اُڑاتا رہا۔ چونکہ مسیح غیر مرئی جسم کا مالک

تھا اس لیے وہ نظروں سے اوجھل رہا اور اس طرح اپنے باپ کی طرف لوٹ گیا۔

فرقہ باسیلیدیہ کا یہ عقیدہ قطعی طور پر ناقابلِ تسلیم ہے کیونکہ تاریخ سے ثابت ہے کہ شمعون قرینی واقعہِ صلیب کے بعد زندہ رہا اور عیسائیوں میں شامل رہا

شرک کا خوفناک سیلاب

حضرت ادریس، حضرت ہارون، حضرت موسیٰ اور حضرت الیاس علیہم السلام کے رفع الی السماء کے قدیم نظریات تو تاریخ کے اوراق کی زینت بن کر رہ گئے مگر نظریہِ حیاتِ مسیح کی بنیادی اینٹ چونکہ حضرتِ مسیح کی مافوق البشر خدائی صفات پر رکھی گئی تھی اس لیے اس کے نتیجہ میں شرک کا خوفناک سیلاب اُمڈ آیا جس نے ظہورِ اسلام سے قبل شمالی یورپ سے لیکر وسطی افریقہ تک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا حتیٰ کہ جزیرۂ عرب میں بھی عیسائیت کے وسیع اثرات پھیل گئے۔ اُسُدُ الغَابَۃِ میں ہے:-

اِنَّ الْعَرَبَ قَبْلَ الْاِسْلَامِ کَانَ کَثِیْرٌ مِّنْھُمْ قَدْ تَنَصَّرَ" (جلد ۵ صفحہ ۲۲۳)

یعنی قبل از اسلام بہت سے عرب قبائل نصرانی ہو چکے تھے۔

یہی وجہ ہے کہ ہمارے سیّد و مولیٰ افضل الرسل، سیّد الکلّ حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم توحید خالص کی جو حسین تعلیم لیکر آئے اُس کا سب سے منظّم تصادم عیسائیت ہی سے ہوا، کیونکہ عیسائی خیالات اسلامی توحید کی مکمل نفی کرتے تھے اور یہ حقیقت ہے کہ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عُشّاق نے (جن سے میری مراد اکابر صحابہؓ اور تابعین ہیں) مسیحیت کے ایک ایک

نظریاتی قلعہ کو پاش پاش نہیں کر دیا وہ چین سے نہیں بیٹھے۔

ایک قرآنی پیشگوئی آخری زمانے سے متعلق

خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ آخری زمانہ میں بھی عیسائیت کا فتنہ عقیدۂ حیاتِ مسیح کی آڑ میں ایک بار پھر زور پکڑ جائے گا جو اسلام کے لیے سخت مُضر ہو گا اور اُمتِ مُسلمہ کو بے رُوح، بے جان اور مُردہ کر دے گا اس لیے اُس نے اپنی آخری کتاب میں یہ پیشگوئی فرمائی:

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَ تَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ (سورۃ مریم: ۹۱)

فرمایا وہ نازک وقت آنے والا ہے کہ قریب ہے کہ تثلیث کے غلبہ کے وقت آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر جائیں یعنی قریب ہے کہ وہ راستباز جو اخلاص کی وجہ سے آسمانی کہلاتے ہیں گمراہ ہو جائیں، زمینی آدمی بگڑ جائیں اور وہ ثابت قدم لوگ جو مضبوط پہاڑوں کے مشابہ ہیں گر جائیں۔

وفاتِ مسیح کا ثبوت تین زاویہ ہائے نگاہ سے

قرآن مجید کا یہ بھی زندہ معجزہ ہے کہ اُس نے سب سے بڑھ کر جس نبی کی وفات پر زور دیا ہے وہ حضرت مسیح علیہ السلام ہی ہیں اور اس مضمون پر مختلف پہلوؤں سے اُس نے اِس طرح تکرار اور شدّت کے ساتھ روشنی ڈالی ہے کہ انسانی عقل ورطۂ حیرت میں گم ہو جاتی ہے مسیح ناصریؑ کی شخصیّت کو دُنیا میں تین حیثیتوں سے تسلیم کیا جاتا ہے:

(۱) انسانوں میں سے ایک انسان۔

(۲) رسولوں میں سے ایک رسول۔
(۳) مصنوعی خداؤں میں سے ایک خدا۔

قرآنِ مجید نے ہر حیثیت سے اُن کی وفات کا اعلان عام فرمایا:

ایک انسان کی حیثیت سے حضرت مسیحؑ کی وفات کا ذکر درج ذیل آیت میں ملتا ہے:

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ط اَفَائِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ○ (الانبیاء : ۳۵)

یعنی ہم نے تجھ سے پہلے کسی بشر کو غیر طبعی عمر نہیں بخشی۔ کیا اگر تُو مر جائے تو وہ غیر معمولی لمبی عمر تک زندہ رہیں گے۔

خُلُود کے مفہوم میں حضرت امام راغبؒ اصفہانی (متوفّٰی ۵۰۲ھ) کی مشہور لغت "مفردات القرآن" کے مطابق یہ بات داخل ہے کہ ہمیشہ ایک ہی حالت میں رہے۔

پھر فرمایا:

اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ○ (النساء : آیت ۷۹)

یعنی تم جہاں کہیں بھی ہو موت تمہیں آ پکڑے گی خواہ تم مضبوط قلعوں میں (ہی کیوں نہ) ہو۔

حضرت علامہ امام راغب اصفہانیؒ نے "بُرُوْج" کے معنے ستاروں کے بھی کئے ہیں (مفردات القرآن) پس حضرت مسیحؑ ناصری خواہ چاند اور دوسرے ستاروں اور سیّاروں میں بھی چلے جاتے پھر بھی وہ موت سے نہیں بچ سکتے تھے۔

ایک رسول کی حیثیت سے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی وفات کا ذکر قرآنِ عظیم نے کس پُر شوکت انداز میں کیا ہے:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ

(آل عمران : آیت ۱۴۵)

یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک رسول ہیں آپ سے پہلے سب رسول فوت ہوگئے ہیں۔

عیسائی دنیا سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدائی کا درجہ دیتی تھی اللہ جلّ شانہٗ وعزّ اسمہٗ نے اس حیثیت سے بھی آپ کی وفات پر مہرِ تصدیق ثبت کردی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ ؕ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ ۚ وَمَا یَشْعُرُوْنَ ۙ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ؕ (سورۃ النحل : آیت ۲۱-۲۲)

اور اللہ کے سوا جن (معبودانِ باطلہ) کو وہ پکارتے ہیں وہ کچھ (بھی) پیدا نہیں کرسکتے بلکہ آپ پیدا شدہ ہیں مرچکے ہیں زندہ بھی تو نہیں ہیں اور نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

ابنِ مریمؑ مرگیا حق کی قسم
داخلِ جنّت ہوا وہ محترم
مارتا ہے اُس کو فرقاں سربسر
اُس کے مرجانے کی دیتا ہے خبر
کوئی مُردوں سے کبھی آیا نہیں
یہ تو فرقاں نے بھی بتلایا نہیں

حضرت مسیحؑ کا نام لے کر وفات کا اعلان

کتاب اللہ نے حضرت مسیح ناصریؑ کا نام لے کر بھی آپ کی وفات کا صریح الفاظ

میں ذکر کیا ہے۔ فرماتا ہے کہ قیامت کو خدا تعالیٰ عیسیٰؑ سے پوچھے گا کہ کیا تُو نے اپنی قوم کو یہ تعلیم دی تھی کہ مجھے اور میری ماں کو خدا کر کے مانا کرو تو وہ جواب دیں گے ۔

وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ۭ (المائدہ: آیت ۱۱۸)

یعنی جب تک میں اپنی قوم میں تھا میں اُن کو یہی تعلیم دیتا رہا کہ خدا ایک ہی ہے اور میں اس کا رسول ہوں، پھر جب تُو نے مجھے وفات دیدی تو بعد اس کے مجھے اُن کے عقائد کا کچھ علم نہیں ۔

اِس آیت میں تَوَفِّیْ کا لفظ حضرت مسیح ابنِ مریمؑ کے بیان کی کلید ہے ۔ جس کے معنے ہمارے آقا ہمارے مولیٰ پیغمبرِ خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی و اُمّی) نے اپنی زبان مبارک سے وفات ہی کے کئے ہیں ۔ چنانچہ بخاری، کتاب التفسیر جلد ۳ صفحہ ۸۴ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں بھی قیامت کے دن وہی کہوں گا جو مسیح ابن مریمؑ نے کہا ہے یعنی وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ یعنی میں جبتک اُن میں تھا اُن پر گواہ تھا پھر جب تو نے مجھے وفات دیدی تو اُس وقت تُو ہی اُنکا نگہبان، نگران اور محافظ تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تفسیر سے بالکل واضح ہو گیا کہ حضرت عیسیٰؑ عیسائیوں میں شرک پھیل جانے سے قبل یقینی طور پر وفات پا چکے تھے ۔ قرآن مجید کی ایک علمی کرامت یہ ہے کہ اُس نے ایک طرف حضرت مسیح کے لیے رَفع اِلی السّماء کی بجائے رَفع الی اللہ کا نظریہ پیش کیا ہے اور آپ کی نسبت کہیں بھی "جسم عنصری" اور "زندہ" اور "آسمان" کے الفاظ استعمال نہیں کئے ۔ دوسری طرف کلام اللہ نے یہ موقف پیش کیا ہے کہ کوئی "بَشَر" اور "رَسُوْل" محض اپنے

خاکی جسم سمیت اُڑ کر آسمان تک جا ہی نہیں سکتا، چنانچہ قرآن کریم میں لکھا ہے کہ کفار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کرتے ہیں کہ تو ہمیں آسمان پر چڑھ کر دکھا تب ہم ایمان لائیں گے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ؀ (بنی اسرائیل: آیت ۹۴) یا رسول اللہ تو کہدے کہ میرا خدا اس سے پاک تر ہے کہ اس دارالابتلاء میں کُھلے کُھلے نشان دکھلائے اور میں محض بشر رسول ہوں اور بشر رسول پرواز کر کے آسمانوں پر نہیں جایا کرتے نہ جا سکتے ہیں۔

مُعزّز حضرات! میں سمجھتا ہوں کہ اب وقت آ گیا ہے کہ دنیا کے دانشور مُفکّر اور دینی راہنما قرآن مجید کی اس آیت کریمہ پر خوب غور و تدبّر کریں اور اس اہم نکتہ پر غور فرمائیں کہ راکٹ خلائی جہاز اور چاند گاڑی کی ایجادیں اس زمانہ میں ہوئی ہیں یہی وجہ ہے کہ نہ تو عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت مسیحؑ کسی جہاز پہ بیٹھ کے آسمانوں پر گئے ہیں اور نہ کُفّار ہی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مُطالبہ کیا تھا کہ آپ مشینی آلات کے ذریعہ آسمان پر تشریف لے جائیں۔ دونوں کے مدّنظر مجرّد خاکی جسم کے ساتھ اُڑ کے آسمان پر پہنچنے کا خیال کارفرما تھا اور اسی خیال کو قرآن مجید نے باطل ٹھہرایا ہے اور بتایا ہے کہ کسی بشر رسول کا بجسدِ عنصری زندہ آسمان پر چڑھ جانا خدا کی آزلی سُنّت کے صریحاً خلاف ہے اور کسی ماں نے ایسا بیٹا ہی نہیں جنا نہ قیامت تک جن سکتی ہے جو اس قرآنی صداقت کو غلط ثابت کر سکے۔

اس تعلّق میں خدا کی پاک کتاب نے یہ ازلی قانون بھی بیان فرمایا ہے:

وَلَكُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ ؀ (البقرہ آیت ۳۷)

یعنی تم اپنے جسمِ خاکی کے ساتھ زمین میں ہی رہو گے یہاں تک کہ اپنے

تمتّع کے دن پورے کر کے مرجاؤ گے۔

اس آیت میں "اَلْاَرْض" کے معنے قرآنی محاورہ اور رُوح کے مطابق زمینی ماحول کے ہیں کیونکہ قرآنِ مجید ہی وہ عظیم کتاب ہے جس نے چودہ سو۱۴ سال پہلے یہ خبر دی تھی کہ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ○ (سورۃ الانشقاق: آیت ۴) کہ ایک وقت آئے گا کہ زمین پھیلا دی جائے گی مگر یہ کیسے ہوگا؛ قرآن مجید اس کا جواب یہ دیتا ہے کہ

یَخْلُقُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ ○ (النحل: ۹)

خدا تعالیٰ ایسی سواریاں پیدا کردیگا جسے تم ابھی نہیں جانتے۔ پھر فرمایا:

وَمِنْ اٰیٰتِہٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِیْہِمَا مِنْ دَآبَّۃٍ ط وَھُوَ عَلٰی جَمْعِہِمْ اِذَا یَشَآءُ قَدِیْرٌ ○

(سورۃ الشوریٰ: آیت ۳۰)

اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان جانداروں کی قسم سے اُس نے پھیلایا ہے اُس کے نشانوں میں سے ہے اور جب وہ چاہے گا اُن سب کے جمع کرنے پر قادر ہوگا۔

پس جبکہ قرآن مجید میں پیشگوئی موجود ہے کہ ایسی ایجادات ہونیوالی ہیں جن سے انسان چاند، مریخ، زہرہ اور دوسرے ستاروں یا سیّاروں تک پہنچ سکیگا تو ثابت ہوا کہ "اَلْاَرْض" سے مراد قرآنی اصطلاح میں ارضی ماحول ہے اور مطلب یہ ہے کہ کوئی انسان زمینی سواری، زمینی لباس، زمینی خوراک اور زمینی ہوا کو ساتھ لیے بغیر آسمانوں پر نہیں جا سکتا۔ پس یہ مسیحی عقیدہ کہ یسوع مسیح ارضی ماحول کے سہاروں کے بغیر ہی اپنے جسدِ خاکی سے آسمان پر چلے گئے، قرآن کریم کی رُو سے سراسر باطل ہے

فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰہِ تَحْوِیْلًا ۝ (سورۃ فاطر آیت ۴۴)
اس استدلال سے یہ دنیا بھر کے تعلّا وروں کو بھی چیلنج ہے کہ وہ اپنی فلک پیمائی میں خواہ مریخ سے بھی آگے نکل جائیں وہ کسی کرّہ میں عیسائیوں کے خداوند یسوع مسیح کو ہرگز نہیں دیکھ سکیں گے۔

حضرت مسیح کا حقیقی مشن آنحضرتؐ کی بشارت

قرآن مجید نے ایک اور زاویۂ نگاہ سے بھی سیدنا حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے آسمان پر چڑھ جانے کے عقیدہ کو رد کیا ہے اور وہ اس طرح کہ قرآن مجید بتاتا ہے کہ آپ صرف بنی اسرائیل کے لیے نبی بنا کر بھیجے گئے تھے وَرَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ۝ (سورۃ آل عمران آیت ۵۰) اور آپ کی بعثت کا مقصد وحید یہ بیان کرتا ہے کہ آپ بنی اسرائیل میں مقصودِ کائنات اور تخلیقِ عالم کے نقطۂ مرکزیہ یعنی ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی منادی کریں (سورۃ صف)

جیسا کہ انجیل برنباس میں بھی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا:

"میں اس کے لائق بھی نہیں ہوں کہ اس رسول اللہ کے جوتے کے بند یا نعلین کے تسمے کھولوں .... جو کہ مرے پہلے پیدا کیا گیا اور اب میرے بعد آئے گا اور وہ بہت جلد کلامِ حق کے ساتھ آئے گا اور اس کے دین کی کوئی انتہا نہ ہوگی۔"

(اردو ترجمہ انجیل برنباس فصل بیالیسویں آیت ۱۵-۱۷)

اور یوحنا کی انجیل میں ہے کہ

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لیے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا، لیکن اگر جاؤں گا

تو اُسے تمہارے پاس بھیج دُونگا اور وہ آکر دنیا کو گناہ اور راستبازی
اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہرائے گا .... تم مجھے پھر نہ
دیکھو گے .... مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہے مگر اب تم اُنکو
برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی سچائی کا رُوح آئے گا تو تم
کو تمام سچائی کی رُوح دکھائے گا اس لیے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہیگا
لیکن جو کچھ سُنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دیگا"

(یوحنا: باب ۱۶ : آیت ۷ - ۱۴)

اب ظاہر ہے کہ وہ بَنِیٓ اِسْرَائِیل جن کو حضرت مسیح علیہ السلام یہ بشارت دینے کے لیے مبعوث ہوئے تھے وہ آسمان پر نہیں تھے بلکہ جیسا کہ تاریخ سے ثابت ہے فلسطین سے لے کر کشمیر تک پھیلے ہوئے تھے لہٰذا حضرت مسیح علیہ السلام کو اپنے اصل مشن کی تکمیل کے لیے آسمان پر جانے کی بجائے اُن علاقوں کی طرف جانا چاہیئے تھا جن میں بنی اسرائیل کے بقیہ دس قبائل آباد تھے اور انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح اپنے اس خداداد مشن سے بخوبی آگاہ تھے اور ابتدائے ماموریت سے ہی بنی اسرائیل کے گمشدہ قبائل تک پہنچنے کا عزم رکھتے تھے، چنانچہ متی کی انجیل میں لکھا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ

"میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا
اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا" (باب ۱۵ آیت ۲۴)

اور انجیل یوحنا میں آپ کا یہ فرمان درج ہے کہ "اچھا چرواہا میں ہوں
جس طرح باپ مجھے جانتا ہے اور میں باپ کو جانتا ہوں اسی طرح میں
اپنی بھیڑوں کو جانتا ہوں اور میری بھیڑیں مجھے جانتی ہیں اور میں بھیڑوں
کے لیے اپنی جان دیتا ہوں اور میری اَور بھی بھیڑیں ہیں جو اس
بھیڑخانہ کی نہیں۔ مجھے اُن کو بھی لانا ضرور ہے اور وہ میری

آواز سنیں گی، پھر ایک ہی گلہ اور ایک ہی چرواہا ہو گا۔"

(یوحنا: باب ۱۰ آیت ۱۴ - ۱۶)

قرآن مجید نے حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی کے ایک نہایت اہم اور پوشیدہ ورق کو بھی اجاگر کیا ہے اور بتایا ہے کہ آپ کو حادثۂ صلیب سے نجات کے بعد چرخِ چہارم پر نہیں بلکہ دنیا کے ایک بلند پہاڑی مقام پر پناہ گزین ہونا پڑا تھا چنانچہ فرماتا ہے:

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَاهُمَا إِلَى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ۝ (سورۃ المؤمنون: آیت ۵۱)

یعنی ہم نے حضرت عیسیٰؑ اور اُن کی والدہ کو یہودیوں کے ہاتھوں سے بچا کر ایک ایسے پہاڑ میں پہنچا دیا جو آرام اور خوشحالی کی جگہ تھی اور مُصفّٰی پانی کے چشمے اُس میں جاری تھے۔

حدیثِ نبویؐ اور سفرِ ہجرت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح ناصریؑ کے سفرِ ہجرت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:

"كَانَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَسِيحُ فَإِذَا أَمْسَى أَكَلَ بَقْلَ الصَّحْرَاءِ وَيَشْرَبُ مَاءَ الْقَرَاحِ۔"

(کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۷۱ طبع اوّل)

یعنی حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہمیشہ سیاحت کیا کرتے تھے اور جہاں شام پڑتی تھی جنگل کی سبزیاں کھاتے اور خالص پانی پیتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی واضح فرمایا کہ اس سیاحت کا حکم انہیں الہامِ ربّانی سے ملا تھا۔ چنانچہ حدیث ہے:

"اَوحَی اللّٰہُ تَعَالیٰ اِلیٰ عِیْسیٰ اَنْ یّٰعِیْسیٰ اَنْتَقِلْ مِنْ مَکَانٍ اِلیٰ مَکَانٍ لِئَلَّا تُعْرَفَ فَتُؤْذٰی ۔" (کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۳۴)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اے عیسیٰ! ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف نقلِ مکانی کرتا رہ تاکہ کوئی تجھے پہچان کر دکھ نہ دے۔

قدیم تاریخ میں سفرِ کشمیر کا ذکر

کشمیر کی ایک قدیم اور مستند قلمی تاریخ جو قریباً چھ سو برس قبل مرتب کی گئی اس کے صفحہ ۱۶۹ پر حضرت مسیح کے سفرِ کشمیر کا واضح الفاظ میں ذکر موجود ہے چنانچہ لکھا ہے کہ:

"دریں وقت حضرت یوز آسف از بیت المقدس بجانب وادیٔ اقدس مرفوع شدہ دعوئے پیغمبری کرد۔ شب و روز عبادتِ باری تعالےٰ کرد و در تقویٰ و پارسائی بدرجہ اعلیٰ رسیدہ خود را برسالت اہلِ کشمیر مبعوث (گمارید) و بدعوتِ خلائق اشتغال نمود زیراکہ کثیر مردمانِ خطہ عقیدت مندِ آنحضرت بودند۔ راجہ گوپانند اعتراضِ ہندو آں پیش اوکرد۔ بحکم آنحضرت سلیمان کہ ہندواں نامش سندیمان دادند تکمیل گنبد مذکور کرد (سال پنجاہ و چہار) و نیز بر نردبان نوشت کہ دریں وقت یوز آسف دعویٰ پیغمبری می کند و بر دیگر سنگ نردبان ہم نوشت کہ ایشاں یسوع پیغمبر بنی اسرائیل است و در کتاب ہنود دیدہ ام کہ آنحضرت بعینہٖ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام بود تام یوز آسف ہم گرفت ۔ والعلم عند اللہ ۔ عمرِ خود دریں بسر بردبعد

Tarikh-i-Kashmir of Mulla Nadiri, f. 69

رحلت بمحلہ انزمرہ آسودہ نیز می گویند کہ بروضہ آنحضرت انوارِ نبوت جلوہ گرمی باشند۔"

ترجمہ: حضرت یوز آسف بیت المقدس سے وادیِ اقدس کی جانب مرفوع ہوئے اور آپ نے پیغمبری کا دعویٰ کیا۔ شب و روز عبادتِ الٰہی میں مشغول تھے اور تقویٰ و پارسائی کے اعلیٰ درجہ کو پہنچ کر خود کو اہلِ کشمیر کی رسالت کے لیے مبعوث قرار دیا اور دعوتِ خلائق میں مشغول ہوئے چونکہ خطۂ کشمیر کے اکثر لوگ آنحضرت (یوز آسف) کے عقیدت مند تھے راجہ گوپانند نے ہندوؤں کا اعتراض اُن کے سامنے پیش کیا اور آنحضرت کے حکم سے سلیمان نے جسے ہندوؤں نے سندیمان کا نام دیا تھا گنبد مذکورہ کی تکمیل کی (سنہ ۵۴ تھا) اس نے گنبد کی سیڑھی پر لکھا کہ اس وقت یوز آسف نے دعویٰ پیغمبری کیا ہے اور دوسری سیڑھی کے پتھر پر لکھا کہ آپ بنی اسرائیل کے پیغمبر یسوع ہیں۔ میں نے ہندوؤں کی کتاب میں دیکھا ہے کہ آنحضرت (یوز آسف) بعینہٖ حضرت عیسیٰ رُوح اللہ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ تھے اور آپ نے یوز آسف کا نام اختیار کیا ہوا تھا۔ والعلم عند اللہ۔ آپ نے اپنی عمر اسی جگہ بسر کی اور وفات کے بعد محلہ انزمرہ (سرینگر) میں دفن ہوئے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آنحضرت کے روضہ سے انوارِ نبوت جلوہ گر ہوتے ہیں۔

قلمی تاریخ[1] کا اصل متن فارسی میں ہے جس کا عکس کشمیر کے مشہور ماہر آثارِ قدیمہ اور ریسرچ سکالر جناب محمد یٰسین ایم۔ اے۔ ایل ایل بی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی نے

---

[1] بعض محققین کے نزدیک یہ تاریخ حضرت مُلّا نادری رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ہے۔

پنی کتاب مسٹریز آف کشمیر (Mysteries of Kashmir) مطبوعہ ۱۹۷۲ء کے صہ ۹
پر شائع کیا ہے۔

اس قدیم قلمی تاریخ کے علاوہ بارھویں صدی ہجری کے ایک کشمیری بزرگ حضرت مولانا خواجہ محمد اعظم شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ کشمیر اعظمی" کے صفحہ ۸۲ پر بھی اس تاریخی واقعہ اور قبر پر فیوض و برکاتِ نبوت کے ظاہر ہونے کا تذکرہ فرمایا ہے۔ یہ کتاب پہلی بار ۱۳۰۳ھ ہجری مطابق ۸۶-۱۸۸۵ء میں مطبع محمدی لاہور سے شائع ہوئی۔

قرآنِ مجید نے سیدنا حضرت مسیح علیہ السلام کو "وَجِیْهًا فِی الدُّنْیَا" (آل عمران آیت ۴۶) کے لقب سے نوازا جس سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ آپ کو اپنی زندگی کے آخری دَور میں بہت وجاہت یعنی عزت اور مرتبہ اور عام لوگوں کی نظر میں بزرگی حاصل ہوئی اور خدا تعالیٰ نے آپکو جس مقصد سے بنی اسرائیل کی طرف بھیجا تھا وہ پورا ہوگیا چنانچہ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ اپنی ہجرت کے بعد آپ نے بنی اسرائیل کے جن قبیلوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قبول کرنے کی وصیت فرمائی تھی وہ آخر کار سب کے سب مسلمان ہوگئے، لیکن اگر معاذ اللہ یہ مسیحی نظریہ ایک سیکنڈ کے لیے بھی صحیح مان لیا جائے کہ حضرت مسیحؑ حادثۂ صلیب کے بعد بنی اسرائیل کو چھوڑ کر کشمیر کی بجائے آسمان پر ہجرت کر گئے تھے اور آج تک وہیں جاگزین اور زندہ موجود ہیں تو قرآنی نظریات کی پوری عمارت متزلزل ہو جاتی ہے۔

اس پس منظر سے صاف عیاں ہے کہ وفاتِ مسیحؑ کے تصور کا اسلام کی زندگی کے ساتھ ہمیشہ ہی چولی دامن کا ساتھ رہا ہے۔

حضرت خاتم الانبیاءؐ کا جہاد عقیدۂ حیاتِ مسیحؑ کے خلاف

یہی وجہ ہے کہ ہمارے آقا سید الانبیاء سید الاحیاء ختم المرسلین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جو مجسّم قرآن اور مہبطِ فرقان تھے) ہمیشہ ہی عیسائیت

کے نظریہ حیاتِ مسیحؑ کے خلاف عَلَم جہاد بلند کئے رکھا۔ یہ حقیقت عہد نبویؐ کے مشہور واقعہ وفد نجران سے خوب کھل جاتی ہے۔

مکہ معظمہ سے یمن کی طرف سات منزل پر نجران کی عیسائی ریاست تھی جہاں ایک عظیم الشان گرجا تھا جس کو وہ کعبۂ نجران کہتے تھے اور حرم کعبہ کا جواب سمجھتے تھے۔ یہ کعبہ تین سو کھالوں سے گنبد کی شکل میں بنایا گیا تھا۔ عرب میں عیسائیوں کا کوئی مذہبی مرکز اس کا ہمسر نہ تھا۔ اس ریاست کا انتظام تین شعبوں پر منقسم تھا۔ خارجی اور جنگی امور کے ناظم کو "سَیِّد" کہتے تھے۔ دنیاوی اور داخلی امور "عاقب" کے سپرد ہوتے اور دینی امور کا ذمہ دار "اُسقف" (لارڈ بشپ) کہلاتا تھا۔ ان مذہبی پیشواؤں کا تقرر خود قیصر روم کیا کرتا تھا۔ (معجم البلدان جلد ۸ ص ۲۶۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دوسرے بادشاہوں کے ساتھ تبلیغی خط لکھا جس پر ۹ ہجری میں نجران کا ایک پُرشکوہ وفد مدینہ حاضر ہوا۔ یہ وفد ساٹھ ارکان پر مشتمل تھا اور اس میں ریاست کے تینوں لیڈر بھی تھے۔ جن کے نام یہ ہیں عبدالمسیح (عاقب) شرجیل یا ایہم (سید) اور ابو حارثہ بن علقمہ (اسقف)۔ یہ وفد شاہی ترک و احتشام کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آنحضورؐ نے انہیں مسجد نبویؐ میں اُتارا۔ تھوڑی دیر بعد اُن کی نماز کا وقت آیا تو پیغمبر امن صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے ان لوگوں نے مسجد نبویؐ میں ہی اپنی مخصوص عبادت کی جس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وفد کو جو گویا عیسائی دنیا کا ایک نمائندہ وفد تھا اسلام کی طرف بلایا اور انہوں نے جواب میں کہا کہ ہم تو پہلے ہی مسلمان ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مسیح کو خدا کا بیٹا مانتے، صلیب پوجتے اور خنزیر کھاتے ہو۔ یہی وجہ ہے کہ تمہیں اسلام لانے میں تامل ہے، کہنے لگے اگر یسوع مسیح خدا کا بیٹا نہیں تو اس کا باپ کون ہے؟ یا آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ لَا يَكُوْنُ وَلَدٌ اِلَّا وَ يُشْبِهُ اَبَاهُ" کیا تمہیں علم نہیں کہ ہر بیٹا اپنے باپ کے مشابہ ہوتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا۔ یقیناً۔ اس پر حضورؐ نے پورے جلال کے ساتھ فرمایا:

"اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَبَّنَا حَيٌّ لَا يَمُوْتُ وَاِنَّ عِيْسٰى اَتٰى عَلَيْهِ الْفَنَاءُ"

(اسباب النزول صفحہ ۵۳ از حضرت ابوالحسن علی بن احمد الواحدی النیسابوری متوفی ۴۶۸ھ طبع ہم مصری ۱۹۶۸ء)

یعنی کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب زندہ ہے کبھی نہیں مرتا، مگر حضرت عیسیٰ وفات پا چکے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ایمان افروز جواب معاذ اللہ کوئی مغالطہ یا مجادلانہ داؤ پیچ نہیں تھا بلکہ اس کی بنیاد قرآن مجید کے علاوہ حضورؐ کے روحانی اور کشفی مشاہدات پر تھی اور آپ علی وجہ البصیرت یقین رکھتے تھے کہ حضرت مسیح انتقال کر چکے ہیں کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معراج کی رات آسمانوں میں گذشتہ تمام انبیاء کی روحوں کے ساتھ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی روح ہی دیکھی تھی کثیف جسم نہیں دیکھا تھا اور لغتِ عرب میں بھی نیک بندوں کی ارواح کے مسکن کو سَمَاء (یعنی آسمان) ہی کہتے ہیں۔ (اقرب الموارد صفحہ ۵۴۵)

ارشادِ باری ہے:

مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝

(النجم: آیت ۴-۵)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول بشری ہوا و ہوس کے چشمہ سے نہیں نکلتا بلکہ آپ کا قول خدا کا قول ہے۔

اس آیت کی رُو سے ماننا پڑتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ نجران کے سامنے وفاتِ مسیحؑ کی جو برہانِ قاطع پیش فرمائی وہ یقیناً خدائی تفہیم سے تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ اپنی اُمّت کو یہ تاکیدی سبق دینا چاہتے تھے کہ وہ ہمیشہ صلیب پرستوں کے خلاف اپنے دفاع کے لیے وفاتِ مسیحؑ کے فولادی مورچے پر ڈٹے رہیں ورنہ جس طرح ۳ ہجری میں کفار کا لشکر اُحُد کی پہاڑی کا درہ خالی پاکر دوبارہ چڑھائی کرکے آگیا تھا اور مسلمانوں کی فتح عارضی طور پر شکست سے تبدیل ہوگئی تھی۔ اسی طرح وفاتِ مسیحؑ کے مورچہ کو خالی پاکر عیسائیت کو یلغار کرنے کا موقع مل جائے گا اور مسلمانوں کی سَطوت وشوکت خاک میں مل جائیگی۔

قرآنی وحی کا نزول

بہرکیف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عیسائیت کے خلاف اِس زندہ اور مُحکم دلیل کو حضرتِ اَحَدیّت کی بارگاہ میں ایسی غیر معمولی قبولیت عطا ہوئی کہ اس کے ساتھ ہی قرآنی وحی اُترنی شروع ہوئی۔ اس موقع پر جو آیات نازل ہوئیں اُن میں یہ آیت بھی تھی۔

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (آل عمران: آیت ۵۶)

یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اپنے ربّ کا وہ فضل یاد کر کہ جو اُس نے عیسیٰ علیہ السلام پر کیا اور بشارت دی کہ مَیں تجھے طبعی وفات دُونگا یعنی تو صلیب پر نہیں مارا جائے گا اور تجھے وفات کے بعد اپنی طرف اُٹھاؤں گا اور جو الزامات تیرے پر لگائے جاتے ہیں ان سب سے تیرا پاک ہونا ثابت کر دُونگا۔

اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے وعدہ کیا گیا تھا کہ تیری وفات اور رفع الی اللہ کے بعد نبی آخر الزماںؐ بھیجا جائے گا جس کے ذریعہ تیری ذات سے تمام اعتراضات دُور ہو جائیں گے اور لوگوں پر ظاہر ہو جائے گا کہ آپؑ خدا کے سچّے رسول اُس کے مُقرّب اور آسمانِ رُوحانیت کے ایک بلند مقام پر فائز ہیں، خدا کا یہ وعدہ ہمارے نبی محمّدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات سے پُورا ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے بھی محسن ہیں جن کا دامن آپؐ نے ہر ایک الزام اور آلائش سے پاک کر کے دکھلا دیا۔

اُمّتِ مُسلمہ کو مسلسل یاد دہانی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف مدینہ کی مسجدِ نبویؐ میں ہی حضرت مسیحؑ ناصری کی وفات کا اعلان نہیں فرمایا بلکہ اپنی زندگی میں اُمّتِ مسلّمہ کو اس کی طرف بار بار توجہ دلائی۔ اس حقیقت کے ثبوت میں یہ عاجز بطور نمونہ تین احادیث کا ذکر کرنا چاہتا ہے:۔

پہلی حدیث

"لَوْكَانَ عِيْسٰى حَيًّا لَمَّا وَسِعَهٗ اِلَّا اتِّبَاعِيْ۔"

(شرح فقہ اکبر مصری ص۱۱۲ از حضرت امام علی القاریؒ مطبوعہ ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۹۵۵ء)

"یعنی اگر حضرت عیسیٰؑ زندہ ہوتے تو انہیں میری پیروی کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔"

اِسی مفہوم کی ایک اَور حدیث ہے جس میں مُوسیٰؑ اور عیسیٰؑ دونوں کا ذکر ہے اس کا متن یہ ہے:

لَوْكَانَ مُوْ[illegible]یسٰی حَيَّيْنِ لَمَا وَسِعَهُمَا اِلَّا

اتباعی" (الیواقیت والجواہر از حضرت امام شعرانیؒ جلد ۲ صفحہ ۱۷۴ و
تفسیر ابن کثیرؒ برحاشیہ فتح البیان جلد ۲ صفحہ ۲۴۶)

دوسری حدیث:

سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراءؓ، اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اِنَّ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ عَاشَ عِشْرِیْنَ وَ مِائَۃً"

کنز العمال جلد ۶ ص ۱۲۰، تفسیر "جامع البیان" للطبری جلد ۳ ص ۱۶۴، حجج الکرامۃ ص ۴۲۸)

ترجمہ: یقیناً حضرت عیسی ابن مریمؑ ایک سو بیس ۱۲۰ برس زندہ رہے۔

یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک احسانِ عظیم کا تذکرہ ضروری ہے ؎

کروڑ جاں ہو تو کر دُوں فدا محمدؐ پر
کہ اُس کے لُطف و عنایات کا شمار نہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ تکلّم کا کمال یہ ہے کہ حضورؐ نے جہاں یہودی اُمّت کے مسیح کی وفات اور اُس کی ایک سو بیس ۱۲۰ سالہ عمر کی خبر دی وہاں ایک محمدی مسیح کی بھاری خوشخبری بھی سُنائی اور وضاحت فرمائی کہ اسرائیلی مسیح کا رنگ سرخ اور بال گھنگریالے تھے مگر مسیح محمدی گندم گُوں رنگ والا ہوگا اور اُس کے بال سیدھے ہوں گے۔ (بخاری مصری جلد ۲ ص ۱۶۵)

پھر مستقبل میں آنے والے مسیح کے بارے میں یہ نہیں فرمایا کہ اِمَامُکُمْ مِنْ اَنْبِیَآءِ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ بلکہ یہ فرمایا کہ:

"اِمَامُکُمْ مِّنْکُمْ" "فَاَمَّکُمْ مِّنْکُمْ"

(بخاری مصری جلد ۲ ص ۱۶۶ و مسلم جلد ۱ ص ۸۷ مصری)

یعنی وہ تمہارا امام ہوگا اور تم میں سے پیدا ہوگا ۔

جیسا کہ خود حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے اپنے مثیل کی نسبت پیشگوئی کی تھی کہ :

"ابنِ آدم نئی پیدائش میں اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا۔"

(متی ۱۹/۲۸)

معزز حضرات !! حدیث کے لفظ " نُزُول " سے غلط فہمی نہیں ہونی چاہیئے کیونکہ قرآن میں یہی لفظ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے (الطلاق : آیت ۱۰) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی موعودؑ کے لیے استعمال فرمایا ہے (بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۲۰ از علامہ مجلسیؒ) جس کے معنے یقینی طور پر پیدا ہونے کے ہیں ۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیثِ مبارک لا المھدی الا عیسٰی ابن مریم (ابن ماجہ جلد ۲ ص۳۰۲) میں امام مہدیؑ کو مسیح ابن مریمؑ کے نام سے موسوم کرکے یہ رازِ سربستہ بالکل کھول دیا ہے کہ امامِ مہدیؑ کو عیسٰی ابن مریم کے نام سے یاد کرنا ویسی ہی تمثیل اور تشبیہ بلیغ ہے جیسا کہ حضورؐ نے حضرت علیؓ کو اپنی امت کا ذوالقرنین قرار دیا ہے ۔ (الترغیب والترہیب ج ۳ صفحہ ۲۱۸)

تیسری حدیث

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے آخری ایام کا واقعہ ہے کہ جب انصارؓ نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری تشویشناک حد تک بڑھ گئی ہے تو انہوں نے نہایت بے قراری اور اضطراب سے مسجد نبویؐ کے اردگرد گھومنا شروع کیا ۔ حضرت عباسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں انصارؓ کی دردناک

کیفیت عرض کی کہ وہ سخت مشوش ہیں۔ ازاں بعد یکے بعد دیگرے حضرت فضل بن عباسؓ اور حضرت علیؓ ابن ابی طالب داخل ہوئے اور انہوں نے بھی انصار کی بے چینی کا تذکرہ کیا جس پر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم شیر خدا حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت فضلؓ کا سہارا لیے ہوئے حجرہ سے باہر تشریف لائے، اس وقت حضرت عباسؓ سامنے تھے۔ یہ بہت دردانگیز منظر تھا۔ سر مبارک پر درد و کرب کے باعث پٹی بندھی تھی اور قدم مبارک زمین پر گھسٹتے جا رہے تھے۔ نقاہت کا یہ عالم تھا کہ حضورؐ منبر کے پہلے زینہ پر ہی بیٹھ گئے، شمع محمدیتؐ کے پروانے حضورؐ کا چہرۂ مبارک دیکھتے ہی دیوانگی اور وارفتگی کے ساتھ منبر نبویؐ کے گرد جمع ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر رونق افروز ہو کر دل ہلا دینے والا الوداعی خطبہ دیا اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

"یَآ اَیُّهَا النَّاسُ بَلَغَنِیْ اَنَّکُمْ تَخَافُوْنَ مِنْ مَّوْتِ نَبِیِّکُمْ هَلْ خَلَدَ نَبِیٌّ قَبْلِیْ فِیْمَنْ بُعِثَ اِلَیْهِ فَاُخْلُدَ فِیْکُمْ اَلَآ اِنِّیْ لَاحِقٌ بِرَبِّیْ"

(المواهب اللدنیة جلد ۲ صفحہ ۳۶۸ تالیف ابوبکر خطیب قسطلانیؒ مکاشفۃ القلوب صفحہ ۲۶۹ تالیف حضرت الشیخ غزالی مطبوعہ مصر)

ترجمہ: اے لوگو! مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تم اپنے نبی کی موت سے خوفزدہ ہو گیا مجھ سے پہلے مبعوث ہونے والا کوئی ایک نبی بھی ایسا گزرا ہے جو غیر طبعی عمر پا کر ہمیشہ زندہ رہا ہو کہ میں ہمیشہ زندہ رہ سکوں گا؟ یاد رکھو کہ میں اپنے ربّ سے ملنے والا ہوں۔

صحابۂ رسولؐ کا اجماع وفاتِ مسیحؑ پر

اس الوداعی خطبہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا۔ اس قیامت خیز حادثہ سے پوری دُنیا صحابہؓ کی نظر میں تاریک ہوگئی اور حضرت عمرؓ بن خطابؓ جیسا جری، اُولوالعزم اور صاحبِ جلال وتمکنت وجُود اپنی تلوار بے نیام کرکے کھڑا ہوگیا تاہر اس شخص کو قتل کردے جو اپنی زبان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی نسبت کوئی کلمہ نکالنے کی جُراَت کرے۔ حضرت عمرؓ پر اس صدمہ کا اس درجہ اثر تھا کہ آنحضرت کی نعشِ مبارک اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے مگر کہے جا رہے تھے مَا مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ..... وَلَا یَمُوْتُ حَتّٰی یَقْتُلَ الْمُنَافِقِیْنَ ؎

(قسطلانی شرح بخاری)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوئے اور جب تک منافقوں کو قتل نہ کریں ہرگز فوت نہیں ہوں گے۔

صحیح بخاری شریف میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ اس مرحلہ پر حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا کہ عمرؓ! بیٹھ جاؤ۔ مگر انہوں نے بیٹھنے سے انکار کردیا۔ تب لوگ حضرت ابوبکرؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور حضرت عمرؓ کو تنہا چھوڑ دیا حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"اَمَّا بَعْدُ مَنْ کَانَ مِنْکُمْ یَعْبُدُ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ۔ وَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ یَعْبُدُ اللّٰہَ فَاِنَّ اللّٰہَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ۔ قَالَ اللّٰہُ: وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ ط اَفَاِئْنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ ط وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْہِ فَلَنْ یَّضُرَّ

اللّٰہَ شَیْئًا ؕ وَسَیَجْزِی اللّٰہُ الشَّاکِرِیْنَ ۝ (بخاری مصری جلد ۳ صفحہ ۳۳)

ترجمہ: بعد حمد و صلوٰۃ واضح ہو کہ جو شخص تم میں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پرستش کرتا تھا اُس کو معلوم ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فوت ہو گئے اور جو شخص تم میں سے خدا کی پرستش کرتا تھا تو خدا زندہ ہے جو کبھی نہیں مرے گا (اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت پر دلیل یہ ہے کہ) خدا نے فرمایا ہے کہ محمدؐ صرف ایک رسُول ہے اور اُس سے پہلے تمام رسول اس دنیا سے گذر چکے ہیں یعنی مر چکے ہیں۔ اب کیا تم اس رسُول کے مرنے یا قتل ہو جانے کی وجہ سے دینِ اسلام چھوڑ دو گے؟ اور جو شخص اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ جائے وہ اللہ کا ہرگز کچھ نقصان نہیں کر سکتا اور اللہ شکر گذاروں کو ضرور بدلہ دیگا۔

حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ گویا لوگ اس سے بے خبر تھے کہ یہ آیت بھی خدا نے نازل کی ہے اور حضرت ابوبکرؓ کے پڑھنے سے اُن کو پتہ لگا۔ پس اس آیت کو تمام صحابہؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے سیکھ لیا۔ حضرت عمرؓ نے بھی فرمایا کہ خدا کی قسم میں نے یہ آیت حضرت ابوبکرؓ سے ہی سُنی اور میں اس کے سُننے سے ایسا بے حواس اور زخمی ہو گیا ہوں کہ میرے پیر مجھے اُٹھا نہیں سکتے اور میں زمین پر گرا جاتا ہوں، پھر فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واقعی فوت ہو گئے۔ (بخاری شریف جلد ۳ صفحہ ۳۳ مطبوعہ مصر)

سُبحان اللہ! خدا کا یہ کتنا زبردست تصرف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصالِ مُبارک کے معاً بعد سب سے پہلا اجماع حضرت عیسیٰ علیہ السلام سمیت گذشتہ تمام نبیوں کی وفات پر ہی ہوا۔ اس اجماع نے گرتی ہوئی اسلامی عمارت کو پھر سے تھام لیا اور ثابت کر دیا کہ اسلام کی زندگی بیچ مچ مسیح کی وفات کے ساتھ وابستہ ہے۔

یہ ایسی زبردست صداقت ہے کہ اس نے بعض مستشرقینِ یورپ کے دل د

دماغ کو ہلا کر رکھدیا ہے۔ چنانچہ ایک مشہور فرانسیسی مفکر سلویسٹر ڈی سیکی (Silvestre de Sacy) نے تو یہ مغالطہ دینے کی ناکام کوشش کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ نے "وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ......" کی جو آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضورؐ سے قبل کے تمام نبیوں کی وفات کے ثبوت میں پیش فرمائی وہ قرآن میں دراصل موجود ہی نہیں تھی اور عین اس موقع پر محض صحابہؓ کی ڈھارس بندھانے کے لیے وضع کرلی گئی تھی۔

(Bell's introduction to the Quran by W. Montgomery Wall, page 51)

معزز حاضرین اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اسلام اور قرآن کے دشمن اس عظیم الشان اجماع کی عظمت کو کم کرنے کے لیے کیا کیا حربے استعمال کرتے ہیں لیکن

؎ نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

اس اجماع کو تاریخ اسلام میں ہمیشہ بہت بڑی اہمیّت حاصل رہے گی کیونکہ یہ اجماع خلافت کے اجماع سے بھی بہت بڑھ کر تھا اور بلا توقف اور بلا تردّد واقع ہوا۔ کسی ایک صحابی نے بھی مخالفت نہیں کی، کسی نے دَم نہیں مارا، اور ایک آواز بھی اسکے خلاف نہیں اٹھی اور شرعی حُجّت بھی صرف اجماع صحابہؓ ہی ہے۔ پھر یہی وہ اجماع ہے جس سے متاثر ہوکر دربارِ نبویؐ کے شاعر حضرت حسّان بن ثابتؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں مرثیہ کہا:

؎ كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِيْ ÷ فَعَمِيَ عَلَيْكَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ ÷ فَعَلَيْكَ كُنْتُ اُحَاذِرُ

(شرح دیوان حسّانؓ بن ثابت الانصاری صفحہ ۱۶۵ مطبعۃ الرحمانیہ مصر ۱۳۴۷ھ ۱۹۲۹ء)

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!! تو میری آنکھوں کی پتلی تھا۔ مَیں تو تیرے مرنے سے

اندھا ہوگیا۔ اب تیرے بعد جو شخص چاہے مرے۔ (عیسیٰ ہو یا موسیٰ) مجھے تو تیرے ہی مرنے کا خوف تھا اور درحقیقت صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق تھے اور اُن کو کسی طرح یہ بات گوارا نہ تھی کہ حضرت عیسیٰؑ زندہ ہوں اور آپؐ فوت ہو جائیں۔ پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت اُن کو یہ معلوم ہوتا کہ حضرت عیسیٰؑ آسمان پر مع جسم عنصری زندہ بیٹھے ہیں اور اُن کا برگزیدہ نبی فوت ہوگیا تو وہ مارے غم کے مر جاتے کیونکہ اُن کو ہرگز اس بات کی برداشت نہ تھی کہ کوئی اور نبی زندہ ہو اور اُن کا پیارا نبی قبر میں داخل ہو جائے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَاصحابہٖ اجمعین ؎

غیرت کی جا ہے، عیسیٰ زندہ ہو آسماں پر
مدفون ہو زمیں میں شاہِ جہاںؐ ہمارا

اجماعِ صحابہؓ کی بازگشت بحرین میں

مدینہ کے اس تاریخی اجماع کی بازگشت عہدِ صدیقی کے آغاز میں بحرین میں بھی سنائی دی جبکہ قبیلہ عبدالقیس کے بہت سے لوگ جو اسلام لانے سے پہلے نصرانی تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی خبر سُنکر مُرتد ہو گئے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت محبوب اور جلیل القدر صحابی حضرت جارُود بن عَمرو بن مُعلّیؓ اِرتداد کی اس خوفناک رَو کا مقابلہ کرنے کے لیے تِن تنہا اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے قبیلہ کو مخاطب کر کے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور حضورؐ کے وصال کی بھی خبر دی۔ چنانچہ فرمایا: اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝ (زمر: ۳۱) اور فرمایا: وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (آل عمران: ۱۴۵) پھر انہوں نے لوگوں سے پوچھا کہ تم حضرت موسیٰؑ

کی نسبت کیا گواہی دیتے ہو ؟ انہوں نے کہا ہم شہادت دیتے ہیں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر دریافت کیا حضرت عیسیٰؑ کی بابت تمہاری گواہی کیا ہے ؟ جواب ملا ہم شہادت دیتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ہیں۔ اس پر حضرت جارُود بن مُعلّی نے قوّت و شوکت بھرے الفاظ میں اعلان کیا: "وَاَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔ عَاشَ كَمَا عَاشُوْا وَمَاتَ كَمَا مَاتُوْا۔"

(مختصر سیرۃ الرسولؐ ص۲۲۲ از مجدد صدی دوازدہم[۱۲] حضرت محمد بن عبدالوہابؒ المتوفی ۱۲۰۶ھ ہجری)

کہ میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ آنحضرتؐ ویسے ہی زندہ رہے جیسے حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ زندہ رہے اور اُسی طرح انتقال کر گئے جس طرح حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ نے وفات پائی۔

یہ سُنتے ہی عبدالقیس کا پورا قبیلہ عیسائیت کو چھوڑ کر دوبارہ مسلمان ہوگیا جو وفاتِ مسیح کے انقلاب آفریں اور زندگی بخش نظریہ کا ہی اعجاز تھا۔

اجماعِ صحابہؓ کی ایک جھلک کوفہ میں

اس اجماعِ صحابہؓ کی ایک جھلک اہلِ کوفہ نے بھی ۴۰ھ ہجری میں دیکھی جبکہ نواسۂ رسولؐ و جگر گوشہ بتولؓ سیدنا حضرت امام حسن علیہ السلام نے امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت پر خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"لَقَدْ قُبِضَ فِى اللَّيْلَةِ الَّتِىْ عُرِجَ فِيْهَا بِرُوْحِ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ لَيْلَةَ سَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ مِنْ رَمَضَانَ۔"

(طبقات ابن سعد جلد ۳ ص۲۶ مطبوعہ لیدن)

یعنی" امیرالمومنین حضرت علیؓ اُس رات فوت ہوئے جس رات حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ کی رُوح اُٹھائی گئی تھی یعنی ستائیس[۲۷] رمضان کی رات۔"

اکابرِ اُمّت اور عقیدۂ وفاتِ مسیح

صحابہ کے بعد بہت سے اکابرِ اُمّت مثلاً حضرت امام مالکؒ[۱] بن انسؓ (متوفی ۱۷۹ھ) حضرت امام بخاریؒ[۲] (متوفی ۲۵۶ھ) حضرت محمد[۳] بن عبدالوہاب جبائیؒ (متوفی ۳۰۳ھ) اور حضرت ابن جریر[۴] طبریؒ (متوفی ۳۱۰ھ) حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی موت کے قائل تھے۔ حضرت ابن جریرؒ نے تو اپنی تاریخ میں قبرِ مسیح کے کتبہ کے یہ الفاظ بھی درج فرمائے:

"هٰذَا قَبْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ۔"

الغرض پہلی تین اسلامی صدیوں میں صحابہؓ کے اس اجماعی عقیدہ کی گُونج پورے عالمِ اسلام میں سنائی دیتی رہی۔

عیسائیوں کی سازش

افسوس! خیرُ القُرون کے بعد وہ عیسائی طاقتیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک میں سُرنگ لگانے اور حضور کی نعشِ مبارک کی بے حرمتی کرنے میں ناکام

۱۔ "قال مالک مات عیسیٰ" (اکمال الاکمال شرح مسلم ج۱ ص۲۶۵)

۲۔ بخاری ابواب التفسیر ج ۳ ص۸۳ (تفسیر سورۃ النساء والمائدہ)

۳۔ تفسیر مجمع البیان زیر آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي مطبوعہ ایران ۱۲۸۰ھ ہجری

۴۔ تاریخ الرسل والملوک جلد ۲ ص۷۳۹

ہوگئی تھیں بالآخر ملّتِ اسلامیہ میں نقب لگا کر اسرائیلیات کے انبار داخل کرنے اور عقیدۂ حیاتِ مسیح کا خنجر پیوست کرنے میں کامیاب ہوگئیں اور اسے اسلام کے خلاف ایک تیز ہتھیار کے طور پر استعمال کرنے لگیں - اِس سلسلے میں چوتھی صدی ہجری کے ایک بدزبان مسیحی شاعر کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

سَأَفْتَحُ أَرْضَ الشَّرْقِ طُرًّا وَّ مَغْرِبًا
وَأَنْشُرُ دِيْنَ الصَّلْبِ نَشْرَ الْمَعَالِمِ
نَعِيْسٰى عَلَا فَوْقَ السَّمٰوٰتِ عَرْشُهٗ
فَفَازَ الَّذِيْ وَالَاهُ يَوْمَ التَّخَاصُمِ
وَصَاحِبُكُمْ فِي التُّرْبِ أَوْدٰى بِهِ الثَّرٰى
[illegible]

(STUDIA ARABICA I, 1937, page 50 & MEDIEVAL ISLAM by Gustave E. Von Grunebaum page 18)

ترجمہ: مَیں مشرق و مغرب کے تمام ممالک کو فتح کروں گا اور صلیبی مذہب کو اس طرح پھیلاؤں گا جس طرح نشانِ راہ پھیلائے جاتے ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ کی شان تو یہ ہے کہ آپ کا عرش تمام آسمانوں سے بھی بلند تر ہے۔ پس کامیاب وہی ہے جس کو مقابلہ کے وقت حضرت عیسیٰؑ کی مدد حاصل ہے۔

مگر جسے تم اپنا پیغمبر مانتے ہو وہ (نعوذ باللہ) خاک میں پڑا ہے اور مٹی نے اُسے ختم کر دیا ہے اور (معاذ اللہ) بوسیدہ ہڈیوں کے درمیان ریزہ ریزہ ہو چکا ہے۔

بزرگانِ سلفؒ کی طرف سے اس سازش کا انکشاف

عین اُس وقت جبکہ اسلام اور عیسائیت کی یہ تبلیغی جنگ زور پکڑ رہی تھی متکلم اسلام حضرت علامہ ابنِ قیمؒ (۶۹۱ھ - ۷۵۱ھ) نے مسلمانوں کو اس سازش سے آگاہ کیا کہ صعودِ مسیح کا عقیدہ جس کی آڑ میں عیسائی حملہ آور ہو گئے ہیں خالص مسیحی عقیدہ ہے جس کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ چنانچہ اُنھوں نے زادُالمعَاد (جلد ا صفحہ ۱۹) میں لکھا:

"اَمَّا مَا یُذْکَرُ عَنِ الْمَسِیْحِ اَنَّہٗ رُفِعَ اِلَی السَّمَآءِ وَلَہٗ ثَلَاثَۃٌ وَّ ثَلَاثُوْنَ سَنَۃً فَھٰذَا لَا یُعْرَفُ لَہٗ اَثَرٌ مُّتَّصِلٌ"۔

(ترجمہ) یہ جو ذکر کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام تینتیس سال کی عمر میں آسمان پر اُٹھائے گئے اس کا ثبوت کسی مرفوع متّصل حدیث سے نہیں ملتا۔

شہرۂ آفاق حنفی عالم و فقیہ حضرت علامہ ابن عابدین الشامی متوفّٰی ۱۲۵۲ھ ہجری (جن کی "رَدُّ الْمُحْتَار" فتاویٰ عالمگیری کی طرح بہت شہرت رکھتی ہے) فرماتے ہیں:

"وَھُوَ کَمَا قَالَ فَاِنَّ ذٰلِکَ اِنَّمَا یُرْوٰی عَنِ النَّصَارٰی"

(تفسیر فتح البیان جلد ۲ صفحہ ۴۹ از نواب صدیق حسن خاں متوفّٰی ۱۳۰۷ھ / ۱۸۸۹ء)

یعنی حضرت امام ابنِ قیمؒ کا نظریہ درست ہے۔ واقعی یہ عقیدہ مسلمانوں میں عیسائیوں سے ہی آیا ہے۔

ہمہ عیسائیاں را از مقالِ خود مدد دادند
دلیری ہا پدید آمد پرستارانِ میّت را

مسیحی عقیدہ کے فروغ کا سبب

دراصل اس مسیحی عقیدہ کے نہایت تیزی سے پھیلنے کا بنیادی سبب یہ تھا کہ نزولِ مسیح کی پیشگوئی کا مصداق یہودی اُمت کے نبی سیدنا حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو سمجھ لیا گیا جس کی بنیاد الہامِ ربانی کی بجائے محض اجتہادِ ذاتی پر تھی۔ پیشگوئیاں ہمیشہ استعارات و مجازات سے لبریز ہوتی ہیں۔ نہ قبل از وقت اُن کی پوری حقیقت نمایاں ہو سکتی ہے نہ اُن پر اجماع ہی ممکن ہے اور یہ پیشگوئی تو خاص طور پر مُتَشَابِہَات کی قبیل سے تھی۔ جیسا کہ قریباً ساڑھے چھ سو سال قبل حضرت علی بن محمد بغدادی الصوفیؒ (متوفی ۷۴۱ھ) نے اپنی تفسیر خازن (جلد ا صفحہ) میں بتایا تھا۔ البتہ حضرت محی الدین ابن عربیؒ (متوفی ۶۳۸ھ) اور بعض دوسرے صوفیاء نے حدیث "لَاالمھدیّ الّا عیسی ابن مریم" اور اپنی کشفی و الہامی بصیرت کی روشنی میں یہ مسلک اختیار فرمایا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا آخری زمانے میں نزول دوسرے بدن میں ہوگا اور اُن کی روح یعنی روحانیت مہدی موعود میں بُروز کرے گی اور نزول سے فقط یہی مراد ہے۔ تفسیر محی الدین ابن عربیؒ ص ۱۶۵ "اِقْتِبَاسُ الْاَنْوَارِ" ص ۵۲، از حضرت اکرام صابری خلیفہ حضرت شیخ سوندھاؒ متوفی ۱۱۲۹ھ آٹھویں صدی ہجری کے محقق و مورخ علامہ حضرت ابوالفداء حافظ ابن کثیرؒ (متوفی ۷۷۴ھ) کے علمی کمال کی داد دینا پڑتی ہے جنہوں نے اپنی کتاب "البدایۃ والنہایۃ" (جلد ۲ ص ۹۲) میں "اَلْمَسِیْحُ الْمَھْدِیُّ عَلَیْہِ السَّلَامُ" کی حقیقت افروز اصطلاح استعمال فرمائی۔

باسیلیدیہ افسانہ کا اسلام میں نفوذ اور علماءِ ربّانی کی تنقید

معزز حضرات! عیسائیوں کے فرقہ باسیلیدیہ کے اس خود ساختہ قصہ کا ذکر ہو چکا

ہے کہ شبیہ مسیح کسی اور شخص پر ڈال دی گئی۔ مسلمانوں میں جب حیاتِ مسیح کے خیالات داخل ہوئے تو یہ قصّہ بھی "لٰکِنْ شُبِّهَ لَهُمْ" کی تفسیر کے نام پر رائج کر دیا گیا۔ حالانکہ قرآن وحدیث میں اس افسانے کا نام ونشان تک نہیں پایا جاتا۔ اس آیت کا مطلب تو یہ تھا کہ صلیبی موت جو رُوحانی رفع کے مانع ہے حضرت مسیح پر ہرگز وارد نہیں ہوئی لیکن خدا نے اُن کو شبہ میں ڈال دیا کہ گویا جان سے مار دیا ہے۔ حضرت مسیح اپنے مقصدِ بعثت میں کامیاب وکامران اور مُظفّر ومنصور ہو کر اپنے مولائے حقیقی کے حضور پہنچ گئے اور آپ کا رفعِ رُوحانی ہوا۔ یہ وہی رَفع ہے جو ہر ایک مومن کے لیے وعدہ الٰہی کے مطابق ہونا ضروری ہے، مگر کافر کے لیے حکم ہے لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ (الاعراف: آیت ۴۱) یعنی کافروں کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے یعنی اُن کا رفع نہیں ہوگا، ہاں مومنوں کے لیے فرمایا:

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ

(سورۃ المجادلۃ: آیت ۱۲)

ترجمہ: اللہ تم میں سے ایمان لانے والوں کا درجات میں رفع کرتا ہے۔

ان حقائق کے باوجود فرقہ باسیلیدیہ کی سراسر جھوٹی کہانی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی "ثُمَّ يَفْشُو الْكَذِبُ" کے مطابق فیجِ اَعْوج کے زمانہ میں پھیلائی گئی مسلمانوں کی صفوں میں بہت سے دلچسپ اور عجیب وغریب تضادات کے مُبالغہ آمیز افسانوں کیساتھ مشہور ہوگئی۔ جس پر پانچویں صدی ہجری کے متکلم حضرت ابن حزمؒ متوفّی ۴۵۶ھ اور ساتویں صدی ہجری کے ہسپانوی مفسر حضرت ابوحیانؒ ۷۵۴ھ نے اس مفروضہ داستان پر زبردست تنقید کی اور لکھا کہ اس سے کل حقائق بلکہ سب نبوتیں باطل ہوجاتی ہیں اور سفسطہ (یعنی بے دینی) کا باب کھل جاتا ہے۔ نیز واضح کیا کہ حدیثِ نبویؐ سے اس قصّے کا کوئی سراغ نہیں ملتا اس کا سرچشمہ اہل کتاب کی روایات ہیں۔ (الفصل فی الملل والاھوال والنحل جلد اول ص۹ ومنہ البحر المحیط جلد ۳ ص ۳۹۰)

حیاتِ مسیح کے مسیحی نظریہ پر ضرب کاری لگانے کے لیے اُس دَور کے بعض عظیم المرتبت بزرگوں مثلاً حضرت داتا گنج بخشؒ (متوفی ۴۶۵ھ) اور مجددِ اُمّت حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ (متوفی ۹۱۱ھ) کی تحریرات میں ایک لطیف اشارہ ملتا ہے اور وہ یہ کہ وہ فرماتے ہیں کہ شب معراج میں شاہِ لولاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰؑ اور دوسرے نبیوں کی روحوں سے ملاقات کی تھی نہ کہ خاکی جسم سے۔ (کشف المحجوب "بیان فی کلام الروح" خصائص الکبریٰ للسیوطی جلد ۱ صـ۱۶۳) مگر بعض بزرگوں نے جن میں حضرت ابنِ حزمؒ (متوفی ۴۵۶ھ) کی شخصیت نمایاں ہے زور شور سے وفاتِ مسیح کے حق میں آواز بلند کی۔ چنانچہ انہوں نے "المحلّٰی" جلد ۱ صـ۲۳ میں لکھا:

"اِنَّ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ لَمْ یُقْتَلْ وَلَمْ یُصْلَبْ وَلٰکِنْ تَوَفَّاہُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ رَفَعَہٗ اِلَیْہِ۔"

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ قتل کئے گئے نہ صلیب پر مارے گئے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو پہلے وفات دی پھر اپنی طرف اُٹھا لیا۔

نظریۂ حیاتِ مسیح کے ہولناک نتائج تیرھویں صدی ہجری میں

ان سب عُشاقِ مُصطفیٰ کا یہ عظیم کارنامہ آبِ زر سے لکھا جانا چاہیئے کہ اُنہوں نے وفاتِ مسیح کے اُس مورچے کو نہیں چھوڑا جس پر ڈٹے رہنے کا حکم حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مُبارک سُنّت کے ذریعہ نجران کے وفد سے گفتگو کے دوران دیا تھا۔ لیکن آہ! جس طرح درۂ اُحُد کی حفاظت پر صحابہؓ کی جاں فروشی کے باوجود دُشمنانِ اسلام حملہ کرنے میں کامیاب ہو گئے، اسی طرح تیرھویں صدی ہجری میں عیسائیت کا لشکر وفاتِ مسیح کے محاذ کو خالی پا کر سیاہ بادلوں کی صورت میں اُٹھا اور قیامت خیز طوفان بن کر دنیا پر چھا گیا عالمی سطح پر ایک نئی

صلیبی جنگ شروع ہوگئی اور کارل گوٹلیب فینڈر (CARL GOTTLIEB PHANDER) جیسے خونخوار پادری نہتے اور بے بس مسلمانوں پر یہ کہتے ہوئے ٹوٹ پڑے کہ آپ کو خداوند یسوع مسیح کلمۃ اللہ اور (حضرت) محمدؐ بن عبداللہ میں سے ایک کو پسند کرنا ہے، دیگر تمام انبیاء وفات پاگئے لیکن قرآن بتاتا ہے کہ خداوند یسوع مسیح زندہ ہی آسمان پر اٹھالیا گیا اور مسلمان مسیحیوں کے ساتھ متفق ہوکر اس حقیقت پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ آسمان پر زندہ ہے۔ قریش نے (حضرت) محمدؐ سے آسمان پر چڑھ جانے کا معجزہ طلب کیا تھا اس کے جواب میں (حضرت) محمدؐ کو یہ کہنے کا حکم ملا کہ آپ محض انسان تھے اس لیے ان کا طلب کردہ معجزہ نہیں دکھا سکتے تھے۔ اس لیے ثابت ہوا کہ انہوں نے کوئی معجزہ نہیں دکھایا تھا۔ پادری فینڈر نے یہ بھی لکھا ہے کہ قبر اور موت اب تک (حضرت) محمدؐ پر قابض ہیں۔ مدینہ میں ان قبروں کے درمیان میں (حضرت) محمد و ابوبکر مدفون ہیں ایک قبر خالی ہے جس کو مسلمان ہمارے خداوند یسوع مسیح ابن مریم کی قبر کہتے ہیں۔ اس قبر میں کوئی دفن نہیں کیا گیا اور اس کا خالی ہونا حاجیوں کو یاد دلاتا رہتا ہے کہ مسیح زندہ ہے اور (حضرت) محمدؐ مردہ ہیں۔ بتاؤ دونوں میں سے کون آپ کی مدد کرنے کی زیادہ قابلیت رکھتا ہے۔ آپ مانتے ہیں کہ خداوند مسیح پھر آئیگا اور آپ اس کی آمد کا انتظار کر رہے ہیں۔ یسوع مسیح خداوند ہے۔ کسی نہ کسی روز آپ کو ضرور اس کے سامنے گھٹنے ٹیکنے ہوں گے۔ ابھی سے کیوں نہ ٹیکیں۔

(ملخص از ترجمہ اردو "میزان الحق" مؤلفہ پادری فینڈر ۱۸۲۹ء)

یہ رسوائے عالم کتاب ارمنی، ترکی، تاتاری، فارسی اور اردو زبانوں میں چھپی اور ممالک اسلامیہ میں بڑی کثرت سے تقسیم کی گئی۔

ایک اور پادری غلام مسیح پاسٹر انبالہ شہر چرچ نے اپنی کتاب "مذہب اسلام" میں نہایت بے باکی سے عقیدہ حیات مسیح کی بنا پر یہ دعویٰ کیا کہ دراصل خداوند یسوع

مسیح ہی ختم المرسلین ہے۔ محمدؐ صاحب تو نبی ہی نہیں ختم المرسلین کیسے ہو سکتے ہیں؟

("مذہب اسلام" حصّہ دوم صفحہ تا صفحہ مطبوعہ امریکن مشن پریس لدھیانہ)

نیز پادری آر۔ روس نے "مسیح یا محمدؐ" (Christ or Mohammad) نامی رسالہ میں یہ اشتعال انگیز پراپیگنڈہ کیا کہ:

"یسوع مسیح سب سے برتر اور خاتم المرسلین ہے اور اسی کے وسیلہ سے نجات ہو سکتی ہے۔"

(ص۲ مطبوعہ ۱۹۰۰ء ناشر کرسچن لٹریچر سوسائٹی لدھیانہ)

اس ادّعا کے ثبوت میں پادری مذکور نے جو کچھ لکھا اُس کو پڑھکر ایک سچے عاشق رسولؐ کا دِل شق اور جگر پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔ اس بدبخت نے اپنے خُبثِ باطن کا اظہار جن دلخراش الفاظ میں کیا وہ یہ تھے:۔

(نعوذ باللہ) "محمد صاحب مر گئے .... اور دوسرے لوگوں کی طرح اُس کا جسم بھی سڑ گیا اور خاک اُسے کھا گئی، لیکن مسیح ...... ہرگز نہیں مُوا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اُسے زندہ آسمان پر اُٹھا لیا۔ دیکھئے محمد صاحب تو مر گئے اور اُن کے جسم کو خاک کھا گئی (نعوذ باللہ) ہم ان دونوں میں سے بڑا نبی کس کو کہیں گے؟ اور تمام بنی آدم کا نجات دہندہ کون ہو سکتا ہے؟ کیا وہ جو مر گیا یا وہ کہ جس نے موت کا مزا نہیں چکھا اور ہمیشہ زندہ ہے؟" (ایضاً ص۹)

صلیب کے علمبرداروں کے شرمناک ہتھکنڈے

حضرت آدمؑ سے لیکر آج تک لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے متفرق طور پر جو مکرو فریب کئے گئے ہیں اُن میں سے کوئی دقیقہ دجل کا ایسا نہیں رہ گیا جو گرجا سے ظاہر ہونیوالے

اِس[۱] گروہ نے مسلمانوں کی راہزنی کے لیے استعمال نہیں کیا۔ ہزار ہا واعظ اور مُناد دنیا بھر میں چھوڑ دیئے گئے اور تمام مقدسوں کے فخر تمام مقربوں کے سرتاج اور تمام بزرگ رسولوںؐ کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تحقیر اور اسلام کی تکذیب کے لیے صرف اکیس[۲] سال میں سات کروڑ سے کچھ زیادہ کتابیں مفت تقسیم کی گئیں جن کو ایک جگہ ڈھیر کیا جائے تو اُس کی بلندی ایک ہزار فٹ سے بھی بڑھ جائے اور اس کی ضخامت کئی پہاڑوں کے برابر ہوجائے۔ ان کتابوں میں خدا کے پاک رسولؐ اور خُدا کے پاک دین کی وہ توہین کی گئی جو ابتدائے دنیا سے لیکر آج تک کسی برگزیدہ کی نہیں کی گئی۔ ان ساحرانہ کارروائیوں سے متاثر ہوکر لاکھوں مسلمان مُرتد ہوگئے اور وہی جو ہمارے سیّد و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بغیر دُرود پڑھنے کے نہیں لیتے تھے۔ ارتداد کا جامہ پہننے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گندی گالیاں دینے لگے، شاہی خاندانوں کے افراد اور بڑے بڑے ولیوں بزرگوں اور سادات کی اولادیں حتیٰ کہ کئی نامی گرامی علماء بپتسمہ لیکر عیسائیت کا جال پھیلانے لگے۔ آگرہ کی شاہی مسجد کے امام مولوی عماد الدین صاحب نے جو عیسائی ہوکر ریورنڈ مولوی عماد الدین کہلائے اپنے رسالہ "خطِ شکاگو" مطبوعہ ۱۸۹۳ء میں کئی ایسے علماء کی فہرست دی جو صلیبی فتنہ کا شکار ہوگئے۔ یہ فہرست لندن کے اخبار "انٹیلیجنسر" میں شائع کی گئی جس پر عیسائی دنیا کا جشنِ مسرت منانا قدرتی امر تھا۔

مکّہ و مدینہ پر صلیبی جھنڈا لہرانے کے خواب

عیسائیت کی اس جارحانہ پیشقدمی اور پے در پے فتوحات سے صلیب پرستوں کے حوصلے بڑھ گئے اور انہیں یقین ہوگیا کہ وہ جلد ہی صفحہ ہستی سے اسلام کا نام و نشان تک

[۱] یہاں مراد صرف انیسویں صدی کے وہ بدزبان پادری ہیں جو ہمارے آقا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے تھے اِس دَور کے مسیحیوں کا شریف طبقہ ہرگز اس کا مخاطب نہیں۔

مٹا دیں گے اور دُنیا میں کوئی مسلمان دیکھنے کو بھی نہیں ملے گا، چنانچہ امریکہ کے مشہور پادری جان ہنری بیروز نے انیسوی صدی کے نصفِ آخر میں ہندوستان کا طوفانی دورہ کیا۔ مختلف شہروں میں تقریریں کیں، اس سلسلے میں ایک لیکچر "عیسائیت کے عالمی اثرات کے زیر عنوان دیا جس میں کہا کہ

I might sketch movement in mussulman lands, which has touched. With the radiance of the Cross the Lebanon and the Persian mountains. as well as the waters of the Basphorus, and which is the sure harbinger of the day when Cairo and Damascus and Teheran shall be the servant of Jesus and when even the solitudes of Arabia shall be pierced, and Christ, in the person of His disciples, shall enter the Kaaba of Mecca and the whole truth shall at last be there spoken. "This is eternal life that they might know Thee, the only true God, and Jesus Christ whom thou hast sent."

(Barrows Lectures 1896-97, Christianity, The World Wide Religion, by John Henry Barrows, page 42).

(ترجمہ) "اب میں اسلامی ممالک میں عیسائیت کی روز افزوں ترقی کا ذکر کرتا ہوں۔ اس ترقی کے نتیجہ میں صلیب کی ضوفشانی اگر ایک طرف لبنان پر ہے تو دوسری طرف فارس کے پہاڑوں کی چوٹیاں اور باسفورس کا پانی اس کے نور سے منور ہے۔ یہ صورتِ حال اس آئندہ انقلاب کا پیش خیمہ ہے جب قاہرہ، دمشق اور طہران خداوند یسوع مسیح کے خدام سے معمور نظر آئیں گے، حتیٰ کہ صلیب کی چمک صحرائے عرب کے سکوت کو چیرتی ہوئی خداوند یسوع مسیح کے شاگردوں کے ذریعہ مکہ اور خاص کعبہ کے حرم میں داخل ہوگی اور بالآخر وہاں اس حق و صداقت کی منادی کی جائے گی کہ ابدی زندگی

یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد برحق کو اور یسُوع مسیح کو جانیں جسے تُو نے بھیجا ہے۔"

جان ہنری بیروز نے اپنے ایک اور لیکچر میں کہا:

"But all the progress which the nineteenth century has achieved, appears to many christians but a faint prophecy of the Christian victories which await the twentieth." (Borrows Lectures, page 23).

"وہ تمام ترقی جو انیسویں صدی میں عیسائیت کو نصیب ہوئی ہے وہ بہت سے عیسائیوں کے نزدیک اُن فتوحات کی محض ایک خفیف سی جھلک ہے جو عیسائیت کو بیسویں صدی میں ملنے والی ہیں۔"

ایک اور عیسائی پادری فرینک بَیلڈ (FRANK BALLED) نے اپنی کتاب "وائی ناٹ اسلام"؟ (WHY NOT ISLAM ?) میں یہاں تک لکھا:

"Whilst all efforts at reforming it (Islam) seem to amount to the paradox that the only way in which it may hope to save its life is by committing suicide."
(Why Not Islam by Frank Balled).

(ترجمہ) "اسلام کے احیاء کی تمام لاحاصل کوششیں بالآخر اس پیچیدہ تضاد پر منتج ہوتی دکھائی دے رہی ہیں کہ وہ واحد طریق جس کی مدد سے یہ اپنے آپ کو تباہی سے بچا سکتا ہے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ یہ اپنے ہی ہاتھوں اپنی زندگی کا خاتمہ کرلے۔"

مدینۃ النبیؐ کی آواز قادیان سے

یہ عیسائی مناد جو یورپ اور امریکہ کی زبردست مسیحی حکومتوں کے ایجنٹ اور آلۂ کار

تھے نعوذ باللہ مکہ اور مدینہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کے خواب دیکھ ہی رہے تھے کہ سید الانبیاء سید الاحیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ زندہ نشان ظاہر ہوا کہ آپؐ کی وہ پیاری آواز جو

"اِنَّ عِیْسٰی اَتٰی عَلَیْہِ الْفَنَاءُ"

کے الفاظ میں تیرہ سو سال پہلے مدینہ کی مسجدِ نبویؐ میں سُنائی دی تھی ایک بار پھر پوری قوت اور شوکت کے ساتھ قادیان کی مسجد مبارک سے بلند ہونے لگی۔ بلاوا حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اور زبان حضورؐ کے فرزندِ جلیل اور عاشقِ صادق حضرت مسیح موعود مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تھی۔ آپؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ کے فیض سے مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو کر یہ اعلان فرمایا کہ حضرت مسیح ابن مریمؑ فوت ہو چکے ہیں۔ اور زندہ نبی تمام سلسلۂ انبیاء میں سے صرف اور صرف حضرت محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں چنانچہ فرمایا:

"اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو! اور اے تمام وہ انسانی رُوحو جو مشرق ومغرب میں آباد ہو!! میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔" (تریاق القلوب صٹ)

"ہمارا پیارا برگزیدہ نبیؐ فوت نہیں ہوا بلکہ وہ بلند تر آسمان پر اپنے ملیک مقتدر کے دائیں طرف بزرگی اور جلال کے تخت پر بیٹھا ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ وَبَارِکْ

وَسَلِّمْ ۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۔"

(تریاق القلوب صلا)

حضرت مہدی مَوعُودؑ کی پُرشوکت دعوتِ فیصلہ

اس دعوٰی کے عملی ثبوت کے طور پر آپ نے دنیا بھر کے عیسائی پادریوں اور دوسرے تمام دشمنانِ اسلام کو میدانِ مقابلہ میں للکارا اور انہیں یہ فیصلہ کُن اور پُرشوکت دعوت دی کہ:

"مَیں دیکھتا ہوں کہ اسلام کے ماننے سے نُور کے چشمے میرے اندر بہہ رہے ہیں اور محض محبّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے وہ اعلیٰ مرتبہ مکالمۂ الٰہیہ اور اجابت دعاؤں کا مجھے حاصل ہوا ہے کہ جو بجز سچے نبی کے پَیرو کے اور کسی کو حاصل نہیں ہو سکے گا اور اگر ہندو اور عیسائی وغیرہ اپنے باطل معبودوں سے دُعا کرتے کرتے مر بھی جائیں تب بھی اُن کو وہ مرتبہ نہیں مل سکتا اور وہ کلام الٰہی جو دوسرے ظنّی طور پر اُس کو مانتے ہیں مَیں اس کو سُن رہا ہوں اور مجھے دکھلایا اور بتلایا گیا اور سمجھایا گیا ہے کہ دُنیا میں فقط اسلام ہی حق ہے اور میرے پر ظاہر کیا گیا کہ یہ سب کچھ بہ برکت پیروی حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تجھ کو ملا ہے اور جو کچھ ملا ہے اُس کی نظیر دوسرے مذاہب میں نہیں کیونکہ وہ باطل پر ہیں ۔ اب اگر کوئی سچ کا طالب ہے .... اُس کے لیے یہ خوب موقعہ ہے جو میرے مقابل پر کھڑا ہو جائے اگر وہ اُمورِ غیبیہ کے ظاہر ہونے اور دُعاؤں کے

قبول ہونے میں میرا مقابلہ کر سکا تو میں اللہ جلشانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اپنی تمام جائداد غیر منقولہ جو دس ہزار روپیہ کے قریب ہوگی اُس کے حوالہ کر دونگا جس طور سے اُس کی تسلی ہو سکے اسی طور سے تاوان ادا کرنے میں اُس کو تسلی دونگا میرا خُدا واحد شاہد ہے کہ میں ہرگز فرق نہیں کرونگا اور اگر سزائے موت بھی ہو تو بدل و جان روا رکھتا ہوں"۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۷۶)

نیز فرمایا:

"...... پادریوں کی تکذیب انتہا تک پہنچ گئی تو خدا نے حجّتِ محمّدیہ پوری کرنے کے لیے مجھے بھیجا۔ اب کہاں ہیں پادری تا میرے مقابل پر آویں، میں بے وقت نہیں آیا، میں اُس وقت آیا کہ جب اسلام عیسائیوں کے پیروں کے نیچے کچلا گیا ...... بھلا اب کوئی پادری تو میرے سامنے لاؤ جو یہ کہتا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی پیشگوئی نہیں کی۔ یاد رکھو وہ زمانہ مجھ سے پہلے ہی گذر گیا اب وہ زمانہ آگیا جس میں خدا یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ وہ رسول مُحمّد عربیؐ جس کو گالیاں دی گئیں جس کے نام کی بے عزّتی کی گئی، جس کی تکذیب میں بدقسمت پادریوں نے کئی لاکھ کتابیں اس زمانہ میں لکھ کر شائع کر دیں۔ وہی سچّا اور سچّوں کا سردار ہے۔ اُس کے قبول میں حد سے زیادہ انکار کیا گیا، مگر آخر اسی رسول کو تاج عزّت پہنایا گیا اُس کے غلاموں اور خادموں میں سے ایک میں ہوں ......

......"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۷۳ صفحہ ۲۷۴)

۵ آں مسیحا کہ بر افلاک مقامش گویند
لطف کردی کہ ازیں خاک مرا آں کردی

ترجمہ: وہ مسیح جس کا مقام آسمانوں پر بیان کرتے ہیں تُونے ہی تو مہربانی فرمائی کہ اِسی خاک میں سے مجھے وہی مسیح بنا دیا۔

عیسائی دُنیا میں تشویش و اضطراب اور پادریوں کی عالمی کانفرنس

حضرت مسیح موعود و مہدی مسعودؑ کی یہ دعوت ایک آسمانی قرنا اور صورِ اسرافیل ثابت ہوئی جس نے مسلمانوں کے مُردہ جسم میں زندگی کی ایک زبردست رُوح پھُونک دی مگر صلیبی افواج تابِ مقابلہ نہ لاکر بدحواس ہوگئیں۔ اُن کے قدم اُکھڑ گئے اور ترقی کی رفتار یکایک رُک گئی، اسلام کو مٹا دینے کے سارے منصوبے خاک میں مل گئے اور اسلام کی اُبھرتی ہوئی نئی قوت و طاقت نے اُن کو بہت جلد احساس دلا دیا کہ صلیبی مذہب خطرے میں ہے۔ چنانچہ ۱۸۹۴ء میں پادریوں کی ایک عالمی کانفرنس لندن میں منعقد ہوئی جس میں لارڈ بشپ آف گلوسیسٹر دی رائٹ ریورنڈ چارلس جان ایلی کوٹ (LORD BISHOP OF CLOUCESTER, THE RIGHT REVEREND CHARLES JOHN ELLICOT) نے نہایت درجہ تشویش و اضطراب کا اظہار کرتے ہوئے پوری مسیحی دنیا کو مُطلع کیا کہ:

"I learn from those who are experienced in these things that there is now a new kind of Mohammadanism showing itself in many parts of our empire in India, and even in our own island here at home, Mohammadanism now speaks with reverence of our blessed Lord and Master, but is not the less more intensely monotheistic than ever It discards many of these usages

which have made Mohammadanism hateful in our eyes, but the False Prophet holds his place no less pre-eminently than before. Changes are plainly to be recognised; but Mohammadanism is not the less aggressive, and alas! to some minds among us (God grant that they be not many) even additionally attractive." (*The Official Report of the Missionary Conference of the Anglican Communion, 1894, page 64*).

ترجمہ: اسلام میں ایک نئی حرکت کے آثار نمایاں ہیں۔ مجھے اُن لوگوں نے جو صاحبِ تجربہ ہیں بتایا ہے کہ ہندوستان کی برطانوی مملکت میں ایک نئی طرز کا اسلام ہمارے سامنے آرہا ہے ....

اس نئے اسلام کی وجہ سے محمدؐ کو پھر وہی پہلی سی عظمت حاصل ہوتی جارہی ہے یہ نئے تغیرات بآسانی شناخت کئے جاسکتے ہیں۔ پھر یہ نیا اسلام اپنی نوعیّت میں مدافعانہ ہی نہیں بلکہ جارحانہ حیثیت کا حامل بھی ہے۔ افسوس ہے تو اس بات کا کہ ہم میں سے بعض کے ذہن اس کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔

بعض قدیم نوشتے

بعض قدیم نوشتوں میں بتایا گیا تھا:

"يَدْعُوكُمْ إِلَىٰ مَا دَعَاكُمْ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ۔"

(بحار الانوار جلد ۱۳ ص ۱۷۹-۱۸۰ مطبوعہ ایران)

یعنی: مہدی موعود مسلمانوں کو اُنھیں انہیں عقائد کی طرف بلائیں گے جن کی طرف رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت دی تھی۔

بعض پُرانی روایات میں ہے کہ "مہدی منتظر حقائق کے چہرہ سے پردہ اُٹھائیں گے اسلام کے مقدس دین میں نئی تازگی پیدا ہوگی جو چیز اسلام کا حصہ نہ ہوگی، لیکن اُس کے ساتھ چمٹی ہوگی اُس کو اس طور پر لغو ثابت کریں گے کہ لوگ گمان کرینگے کہ مہدی نیا دین اور نئی کتاب لے آیا ہے۔"

(ترجمہ از فارسی "کتاب المہدی" تالیف سید صدرالدین صدر صٓ۲۶۱ مطبوعہ ایران)

اس عظیم الشان پیشگوئی کے مطابق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے مسلمانانِ عالم کو مخاطب کرکے فرمایا:

"خوب یاد رکھو کہ بجز موتِ مسیح صلیبی عقیدہ پر موت نہیں آسکتی سو اس سے فائدہ کیا کہ برخلافِ تعلیم قرآن اُس کو زندہ سمجھا جائے اُس کو مرنے دو تا یہ دین زندہ ہو۔"

(کشتی نوح صفحہ ۱۵)

اسی طرح آپ نے سالانہ جلسہ قادیان میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

"وفاتِ مسیح اور حیاتِ اسلام یہ دونوں مقاصد باہم بہت بڑا تعلق رکھتے ہیں۔ اور وفاتِ مسیح کا مسئلہ اس زمانہ میں حیاتِ اسلام کے لیے ضروری ہوگیا ہے۔"

اُس لیے کہ حیاتِ مسیح سے جو فتنہ پیدا ہوا ہے وہ بہت بڑھ گیا ہے .... حضرت عیسیٰؑ کی حیات اوائل میں تو صرف ایک غلطی کا رنگ رکھتی تھی مگر آج یہ غلطی ایک اژدہا بن گئی ہے جو اسلام کو نگلنا چاہتی ہے ...... اسلام تنزّل

کی حالت میں ہے اور عیسائیت کا یہی ہتھیار حیاتِ مسیحؑ ہے جس کو لے کر وہ اسلام پر حملہ آور ہو رہے ہیں اور مسلمانوں کی ذرّیت عیسائیوں کا شکار ہو رہی ہے ۔۔۔۔۔۔۔ اس لیے خدا تعالےٰ نے چاہا کہ اب مسلمانوں کو متنبہ کیا جاوے۔"

(ملفوظات جلد دہم صفحہ ۳۳۶ - ۳۳۷ اور ۳۴۵)

پھر فرمایا کہ

"تم عیسیٰ کو مرنے دو کہ اس میں اسلام کی حیات ہے ایسا ہی عیسیٰ موسوی کی بجائے عیسیٰ محمدی آنے دو کہ اس میں اسلام کی عظمت ہے۔" (ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۴۵۸)

۵ مُسلمانوں پہ تب اِدبار آیا | کہ جب تعلیمِ قُرآں کو بھُلایا
رُسولِ حق کو مٹی میں سُلایا | مسیحا کو فلک پر ہے بٹھایا
یہ توہین کر کے پھل ویسا ہی پایا | اہانت نے اُنہیں کیا کیا دکھایا
خُدا نے پھر تمہیں اب ہے بلایا | کہ سوچو عزتِ خیر الوریٰ یا

ہمیں یہ رہ خُدا نے خود دِکھادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

حضرت مہدی موعودؑ کی ایک اہم وصیت مسلمانانِ عالم کو

حضرت مہدی موعود علیہ السّلام نے اپنی زندہ جاوید تصانیف میں عقیدۂ حیاتِ مسیح کا نہایت مفصّل، مدلّل اور جامع تجزیہ فرمایا اُس کی حقیقت پر بصیرت افروز روشنی ڈالی اور اُس کے ایسے ایسے بھیانک اور مہلک نقصانات واضح کیئے کہ اُن کا تصوّر بھی رونگٹے کھڑے کر دیتا ہے اور رُوح کانپ اُٹھتی ہے۔ آپ نے موتِ مسیح کو احیاءِ اسلام

اشاعتِ اسلام اور غلبۂ اسلام کا مؤثر ترین حربہ قرار دیا اور مسلمانانِ عالم کو یہ تاکیدی ہدایت فرمائی کہ

"اے میرے دوستو! اب میری ایک آخری وصیّت کو سُنو اور ایک راز کی بات کہتا ہوں اُس کو خوب یاد رکھو کہ تم اپنے اُن تمام مناظرات کا جو عیسائیوں سے تمہیں پیش آتے ہیں پہلو بدل لو اور عیسائیوں پر یہ ثابت کر دو کہ درحقیقت مسیحِ ابنِ مریم ہمیشہ کے لیے فوت ہو چکا ہے۔ یہی ایک بحث ہے جس میں فتحیاب ہونے سے تم عیسائی مذہب کی رُوئے زمین سے صف لپیٹ دو گے۔ تمہیں کچھ بھی ضرورت نہیں کہ دوسرے لمبے لمبے جھگڑوں میں اپنے اوقاتِ عزیز کو ضائع کرو۔ صرف مسیح ابن مریم کی وفات پر زور دو اور پُر زور دلائل سے عیسائیوں کو لاجواب اور ساکت کر دو۔ جب تم مسیح کا مُردوں میں داخل ہونا ثابت کر دو گے اور عیسائیوں کے دلوں میں نقش کر دو گے تو اُس دن تم سمجھ لو کہ آج عیسائی مذہب دُنیا سے رخصت ہوا۔ یقیناً سمجھو کہ جب تک ان کا خدا فوت نہ ہو اُن کا مذہب بھی فوت نہیں ہو سکتا اور دوسری تمام بحثیں اُن کے ساتھ عبث ہیں، اُن کے مذہب کا ایک ہی ستُون ہے اور وہ یہ ہے کہ اب تک مسیح ابن مریم آسمان پر زندہ بیٹھا ہے۔ اس ستُون کو پاش پاش کرو پھر نظر اُٹھا کر دیکھو کہ عیسائی مذہب دُنیا میں کہاں ہے۔ چُونکہ خدائے تعالیٰ بھی چاہتا ہے کہ اس ستُون کو ریزہ ریزہ کرے اور یُورپ اور ایشیا میں توحید کی ہوا چلا دے اس لیے اُس نے مجھے بھیجا اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر

گیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے چنانچہ اُس کا الہام یہ ہے کہ
مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اُس
کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تُو آیا ہے وَکَانَ
وَعْدُ اللّٰہِ مَفْعُوْلاً ۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۶۰ - ۵۶۲ طبع اوّل ۱۸۹۱ء)

قبر مسیحؑ سے متعلّق بے نظیر تحقیق اور غلبۂ اسلام سے اُسکا تعلّق

دسمبر ۱۸۹۵ء میں حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے حضرت مسیح ناصریؑ کے سفر کشمیر اور آپ کی قبر کا انکشاف کر کے پوری عیسائی دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ اس بارے میں آپ نے یہ معرکہ آرا تحقیق اس شان سے قرآنِ شریف، حدیثِ نبویؐ، بائیبل، تاریخ اور ہندوؤں اور بدھوں کی قدیم روایات کی روشنی میں پایۂ ثبوت تک پہنچا دی کہ اسلام کے کسی دشمن کو دَم مارنے کی گنجائش نہ رہی۔ یہ لاجواب تحقیق قرآنی صداقت کا شاہکار ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے: اِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ ۔ (النساء آیت ۱۶۰)

حضرت عکرمہؓ، حضرت عباسؓ اور حضرت علی بن طلحہؓ جیسے بزرگ صحابہ کے نزدیک "بِہٖ" کی ضمیر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ ہے اور حضرت اُبیّ بن کعبؓ کی دوسری قِرَاءَۃ کے مطابق "مَوْتِہٖ" کی ضمیر اہلِ کتاب کی طرف جاتی ہے۔ (تفسیر کشّاف از حضرت علامہ زمخشریؒ متوفّٰی ۵۲۸ھ
التفسیر المظہری از حضرت قاضی محمد ثناء اللہ صاحب عثمانی حنفی متوفّٰی ۱۲۲۵ھ
تفسیر ترجمان القرآن از نواب محمد صدیق حسن خان قنوجی متوفّٰی ۱۳۰۷ھ)

جنابِ الٰہی کی طرف سے حضرت علامہ بدرالدین شارحِ بخاری پر کسرِ صلیب کے یہ معنی

کھولے گئے کہ مسیح موعودؑ عیسائیوں کا کذب دُنیا پر ظاہر کر دیں گے۔

(عینی شرح بخاری ج ۵ ص ۴۸۴)

اس نقطۂ نظر سے جب اس آیت کے سیاق وسباق پر تدبّر کیا جائے تو اس میں یہ حیرت انگیز پیشگوئی معلوم ہوتی ہے کہ جب "وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ" کے قرآنی نظریہ کی تائید وتصدیق میں واقعاتی شہادتیں اور تاریخی انکشافات منصّۂ شہود پر آجائیں گے تو حضرت مسیحؑ کی حقیقی شخصیت بے نقاب ہو جائے گی اور اپنی بلند پروازی اور غیر معمولی علمی صلاحیتوں پر ناز کرنے والے وہ لوگ جو درحقیقت اہل کتاب ہیں اور سچے دل سے خدا پر اور اس کی کتابوں پر ایمان لاتے اور عمل کرتے ہیں وہ آخر کار قرآن کو خدا کا کلام یقین کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئیں گے اور جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مدینہ قرآن سے فتح ہوا اُفْتُتِحَتِ الْمَدِیْنَةُ بِالْقُرْاٰنِ (الجامع الصغیر للسیوطی) ٹھیک اسی طرح قرآن کی اس زندہ صداقت سے مغربی اور مشرقی اقوام کے دل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جیتے جائیں گے پس یہی وہ محیّر العقول انکشاف تھا جس نے امریکہ یورپ اور افریقہ الغرض پوری دنیا کو داخلِ اسلام کرنے کا وسیع دروازہ کھول دیا جیسا کہ سیدنا المہدی الموعود علیہ السلام نے بھی قریباً پون صدی پیشتر فرمایا کہ :-

"مسیحؑ کی قبر سری نگر خانیار کے محلّہ میں ثابت ہو گئی ہے اور یہ وہ بات ہے جو دنیا کو ایک زلزلہ میں ڈال دے گی کیونکہ اگر مسیح صلیب پر مرے تھے تو یہ قبر کہاں سے آگئی"۔ (الحکم ۲۴ مئی ۱۹۰۱ء صفحہ ۲)

نیز فرمایا کہ :

"اس واقعہ کے ثابت ہونے سے عیسائی مذہب کو وہ صدمہ پہنچتا ہے جو اُس چھت کو پہنچ سکتا ہے جس کا تمام بوجھ ایک شہتیر پر تھا شہتیر ٹوٹا

اور چھت گری پس اسی طرح اس واقعہ کے ثبوت سے عیسائی مذہب کا خاتمہ ہے۔ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ انہی قدرتوں سے وہ پہچانا گیا ہے۔ دیکھو کیسے عمدہ معنے اس آیت کے ثابت ہوئے کہ مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ یعنی قتل کرنا اور صلیب سے مسیح کا مارنا سب جھوٹ ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں کو دھوکا لگا ہے اور مسیح خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق صلیب سے بچ کر نکل گیا۔۔۔۔۔۔ اگر عیسائیوں میں کوئی فرقہ دینی تحقیق کا جوش رکھتا ہے تو ممکن ہے کہ ان ثبوتوں پر اطلاع پانے سے وہ بہت جلد عیسائی مذہب کو الوداع کہیں اور اگر اس تلاش کی آگ یورپ کے تمام دلوں میں بھڑک اُٹھے تو جو گروہ چالیس کروڑ انسان کا اُنیس سو برس میں طیار ہوا ہے ممکن ہے کہ اُنیس ماہ کے اندر دستِ غیب سے پلٹا کھا کر مسلمان ہو جائے۔"

(راز حقیقت صفحہ ۱۲-۱۴ حاشیہ مطبوعہ ۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء)

"لٰکن شُبّہ لھم" کی حقیقت افروز تفسیر

حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے آیت لٰکن شُبّہ لھم کی حقیقت افروز تفسیر بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

"رہا لفظ شُبّہ لھم سو اس کے وہ معنے نہیں ہیں جو سمجھے گئے ہیں اور نہ ان معنوں کی تائید میں قرآن اور احادیث نبویہ سے کچھ پیش کیا گیا ہے بلکہ یہ معنے ہیں کہ موت کا وقوعہ یہودیوں پر مشتبہ کیا گیا وہ یہی سمجھ بیٹھے کہ ہم نے قتل کر دیا ہے حالانکہ مسیح قتل ہونے سے بچ گیا

میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ اس آیت میں شُبِّہَ لَھُم کے یہی معنے ہیں اور یہ سنت اللہ ہے۔ خدا جب اپنے محبوبوں کو بچانا چاہتا ہے تو ایسے ہی دھوکہ میں مخالفین کو ڈال دیتا ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب غارِ ثور میں پوشیدہ ہوئے تو وہاں بھی ایک قسم کے شُبِّہ لھم سے خدا نے کام لیا۔ یعنی مخالفین کو اس دھوکہ میں ڈال دیا کہ انہوں نے خیال کیا کہ اس غار کے منہ پر عنکبوت نے اپنا جالا بُنا ہوا ہے اور کبوتری نے انڈے دے رکھے ہیں پس کیونکر ممکن ہے کہ اس میں آدمی داخل ہو سکے۔۔۔۔۔۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب آگ میں ڈالے گئے تب بھی یہ عادت اللہ ظہور میں آئی ابراہیم آگ سے جُدا نہیں کیا گیا اور نہ آسمان پر چڑھایا گیا، لیکن حسب منطوق آیت قُلنا یا نارکونی بردا[1] آگ اس کو جلا نہ سکی اسی طرح یوسف بھی جب کوئیں میں پھینکا گیا آسمان پر نہیں گیا بلکہ کنواں اس کو ہلاک نہ کر سکا اور ابراہیم کا پیارا فرزند اسماعیل بھی ذبح کے وقت آسمان پر نہیں رکھایا گیا تھا بلکہ چھُری اس کو ذبح نہ کر سکی۔ ایسا ہی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم محاصرہ غار ثور کے وقت آسمان پر نہیں گئے بلکہ خونخوار دشمنوں کی آنکھیں ان کو دیکھ نہیں سکیں اسی طرح مسیح بھی صلیب کے وقت آسمان پر نہیں گیا بلکہ صلیب اس کو قتل نہیں کر سکا غرض ان تمام نبیوں میں سے کوئی بھی مصیبتوں کے وقت آسمان پر نہیں گیا، ہاں آسمانی فرشتے اُن کے پاس آئے اور انہوں نے مدد کی۔ یہ واقعات بہت صاف ہیں اور صاف طور پر ان سے ثبوت ملتا ہے کہ حضرت مسیح

---

[1] الانبیاء : ۷۰

آسمان پر نہیں گئے اور ان کا اسی قسم کا رفع ہوا جیسا کہ ابراہیم اور تمام نبیوں کا ہوا تھا اور وہ آخر وفات پا گئے۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۴۱ - ۱۴۲)

انکشاف قبرِ مسیح کا ابتدائی ردِ عمل

عیسائی پادری اور اُن کے ہمنوا بعض علمائے کرام شروع ہی سے حضرت مہدی موعودؑ کے خلاف متحدہ قومی محاذ قائم کئے ہوئے تھے اور آپ پر بغاوت کا الزام لگا کر انگریز حکومت کو آپ کے خلاف اُکساتے آرہے تھے۔

("توزین الاقوال" صفحہ ۴۰ از پادری عماد الدین صاحب، "اشاعۃ السنۃ" جلد ۱۶ صفحہ ۱۶۸ ایڈیٹر "مولانا" محمد حسین صاحب بٹالوی ایڈوکیٹ اہلحدیث "کلمۂ فضلِ رحمانی" صفحہ ۲۴ از قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی کورٹ انسپکٹر لدھیانہ)

یہ لوگ قبرِ مسیح کے انکشاف کے بعد اور بھی زیادہ مشتعل اور غضبناک ہو گئے، چنانچہ شمالی ہند کے ایک با اثر حنفی عالمِ دین نے انگریزی حکومت کو انتباہ فرمایا کہ:

"گورنمنٹ کو اپنی وفادار مسلمان رعایا پر اطمینان ہے اور گورنمنٹ کو خوب معلوم ہے کہ مرزا جی جیسے مہدی مسیح وغیرہ بننے والے ہی کوئی نہ کوئی آفت سلطنت میں برپا کیا کرتے ہیں...... مرزا جی نے تو مسلمانوں میں یہ خیال پیدا کر دیا ہے کہ مہدی و مسیح کا یہی زمانہ ہے اور قادیان ضلع گورداسپور میں وہ مہدی و مسیح بیٹھا ہوا ہے۔ وہ کسرِ صلیب کے لیے مبعوث ہوا ہے تاکہ عیسوئیت کو محو کر کے اسلام کو روشن کرے......... گورنمنٹ کو ایسے اشخاص کا ہر وقت خیال رکھنا چاہیئے۔" ("تازیانہ عبرت" ص ۹۳-۹۴ طبع دوم۔ از شیر اسلام جناب مولوی محمد کرم دین دبیر")

جہاں تک مسیحی کلیسا کا تعلق ہے اُس کے لیڈروں نے ایک طرف تو قبر مسیح کو فرضی چبوترہ قرار دیا (ضربت عیسوی" از پادری اکبر مسیح ص۱۵۶) دوسری طرف ایک سازش یہ کی کہ پادری مارٹن کلارک کے ذریعہ اگست ۱۸۹۷ء میں آپ کے خلاف اقدام قتل کا ایک جھوٹا مقدمہ دائر کر دیا جس میں بعض علماء سے بھی آپ کے خلاف گواہی دلوائی جنہیں بعد کو انگریزی حکومت نے چار مُربعہ زمین سے بھی نوازا۔

(اشاعۃ السنۃ جلد ۱۸ نمبر ا صفحہ ۵ ایڈیٹر مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی ایڈوکیٹ اہل حدیث)

عیسائیوں نے تو یہ خونی مقدمہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تختہ دار پر لٹکانے کے لیے کھڑا کیا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے گورداسپور کے جج مسٹر ولیم ڈگلس (پیلاطوس ثانی) کے دل پر ایسا تصرّف کیا کہ انہوں نے آپ کو باعزّت طور پر بری کر دیا۔ نیز کہا کہ آپ ان عیسائیوں پر مقدمہ کر سکتے ہیں۔ مگر آپ نے فرمایا:-

"میں مُقدّمہ کرنا نہیں چاہتا۔ میرا مقدمہ آسمان پر دائر ہے۔"

(لیکچر لدھیانہ ص۲۲)

بشپ لیفرائے کی شکست اور اسلام کی فتح مبین

اس واقعہ پر ابھی تین سال بھی نہیں ہوئے تھے کہ ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء کو اسلام اور عیسائیت کے اِس دائر شدہ مُقدمہ کا پہلا فیصلہ صادر ہو گیا اور وہ اس طرح کہ مشہور بشپ پادری جارج ایفرڈ لیفرائے (۱۸۵۴ء - ۱۹۱۹ء) نے لاہور میں دھوم دھام سے ایک پبلک لیکچر دیا کہ محمد صاحب تو فوت ہو چکے اور اُن کی قبر مدینہ میں موجود ہے مگر یسوع مسیح کی نسبت خود مسلمانوں کو مُسلّم ہے کہ وہ آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ تقریر کے بعد سوالات کا موقع دیا گیا جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص مُرید اور مُحب صادق جنہوں نے کچھ عرصہ بعد احمدیہ مسلم مشن امریکہ کی بنیاد رکھی یکایک کھڑے ہو گئے اور

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلم مبارک کا لکھا ہوا مضمون پڑھ کر سنایا۔ یہ مضمون حضور نے اس جلسہ سے صرف ایک دن قبل تحریر فرمایا تھا جسے وہ راتوں رات قادیان سے چھپوا کر عین وقت پر لاہور پہنچے تھے۔ اس مضمون کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ اس میں بشپ صاحب کی پوری تقریر کا مسکت جواب موجود تھا۔ لوگ حیران تھے کہ بشپ صاحب کی تقریر کے خاتمہ پر اتنا زبردست مضمون چھپ کر شائع کیسے ہو گیا۔ حضرت اقدسؑ نے اپنے اس پُر شوکت مضمون میں یسوع مسیح کی وفات کے ناقابلِ تردید ثبوت دیئے اور بتایا کہ زندہ نبی صرف محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی تاثیرات و برکات کا ایک زندہ سلسلہ قیامت تک جاری ہے اور اُس کا ایک زندہ نمونہ میں موجود ہوں کہ کوئی قوم اس بات میں میرا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ مضمون کے آخر میں حضورؑ نے تحریر فرمایا:-

"خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تا میں اس بات کا ثبوت دُوں کہ زندہ کتاب قرآن ہے اور زندہ دین اسلام ہے زندہ رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے دیکھو میں آسمان اور زمین کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ یہ باتیں سچ ہیں اور خدا وہی ایک خدا ہے جو کلمہ لا الٰہ الا اللہ میں پیش کیا گیا ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۲۶۷ ناشر الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ)

جونہی یہ مضمون ختم ہوا فضا "اسلام زندہ باد" کے نعروں سے گونج اُٹھی اور بشپ لیفرائے کے چہرہ پر ہوائیاں اُڑنے لگیں اور اُنہوں نے صرف یہ کہہ کر اپنی جان بچائی کہ معلوم ہوتا ہے تم مرزائی ہو۔ ہم تم سے گفتگو نہیں کرتے ہمارے مخاطب عام مسلمان ہیں۔ اس وقت مجمع میں مسلمانوں نے جن کی ایک کثیر تعداد موجود تھی بالاتفاق کہا کہ مرزائی اگرچہ کافر ہیں مگر آج اسلام کی عزت انہوں نے رکھ دکھائی ہے۔

(الحکم ۱۴ مئی ۱۹۰۰ء ص ۷ کالم ۱)

برصغیر پاک و ہند کے ایک نامور عالم جناب مولانا نور محمد صاحب نقشبندی چشتی مالک اصح المطابع دہلی نے اسلام کی عیسائیت کے مقابل اس نمایاں فتح کا ذکر نہایت ولولہ انگیز اور پُر جوش الفاظ میں فرمایا ہے جس سے اس زبردست معرکہ کی حقیقی عظمت کا پتہ چلتا ہے آپ نے فرمایا:

"اسی زمانہ میں پادری لیفرائے پادریوں کی ایک بہت بڑی جماعت لے کر اور حلف اُٹھا کر ولایت سے چلا کہ تھوڑے عرصہ میں تمام ہندوستان کو عیسائی بنا لوں گا۔ ولایت کے انگریزوں سے روپیہ کی بہت بڑی مدد اور آئندہ کی مدد کے مسلسل وعدوں کا اقرار لیکر ہندوستان میں داخل ہو کر بڑا تلاطم برپا کیا۔۔۔۔۔۔ حضرت عیسیٰ کے آسمان پر بجسم خاکی زندہ موجود ہونے اور دوسرے انبیاء کے زمین میں مدفون ہونے کا حملہ عوام کے لیے اُس کے خیال میں کارگر ہوا تب مولوی غلام احمد قادیانی کھڑے ہوگئے اور اس کی جماعت سے کہا کہ عیسیٰ جس کا تم نام لیتے ہو دوسرے انسانوں کی طرح سے فوت ہو کر دفن ہو چکے ہیں اور جس عیسیٰ کے آنے کی خبر ہے وہ میں ہوں پس اگر تم سعادت مند ہو تو مجھ کو قبول کر لو۔ اس ترکیب سے اُس نے لیفرائے کو اس قدر تنگ کیا کہ اُس کو پیچھا چھڑانا مشکل ہوگیا اور اس ترکیب سے اُس نے ہندوستان سے لے کر ولایت تک کے پادریوں کو شکست دے دی۔"

(دیباچہ قرآن صفحہ ۳۰)

اسلام کا فتح نصیب جرنیل

اسی طرح برصغیر کے ایک ممتاز از نقشہ دینی اخا مولینا ابوالکلام صاحب آزاد نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر اپنے اخبار "وکیل" میں آپ کو زبردست خراجِ تحسین ادا کیا اور آپ کو اسلام کا فتح نصیب جرنیل قرار دیتے ہوئے لکھا:

"وہ وقت ہرگز لوحِ قلب سے نسیاً منسیاً نہیں ہو سکتا جبکہ اسلام مخالفین کی یورشوں میں گھر چکا تھا اور مسلمان جو حافظ حقیقی کی طرف سے عالمِ اسباب و وسائط میں حفاظت کا واسطہ ہو کر اس کی حفاظت پر مامور تھے اپنے قصوروں کی پاداش میں پڑے سسک رہے تھے اور اسلام کے لیے کچھ نہ کرتے تھے یا نہ کر سکتے تھے۔ ایک طرف حملوں کے امتداد کی یہ حالت تھی کہ ساری مسیحی دنیا اسلام کی شمع عرفانی کو سرِراہ منزل مزاحمت سمجھ کے مٹا دینا چاہتی تھی اور عقل و دولت کی زبردست طاقتیں اس حملہ آور کی پشت گری کے لیے ٹوٹی پڑتی تھیں اور دوسری طرف ضعفِ مدافعت کا یہ عالم تھا کہ توپوں کے مقابلہ پر تیر بھی نہ تھے اور حملہ اور مدافعت دونوں کا قطعی وجود ہی نہ تھا ...... کہ مسلمانوں کی طرف سے وہ مدافعت شروع ہوئی جس کا ایک حصہ مرزا صاحب کو حاصل ہوا۔ اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑائے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھا اور ہزاروں لاکھوں مسلمان اس کے اس زیادہ خطرناک اور مستحق کامیابی

حملہ کی زد سے بچ گئے بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اُڑنے لگا۔۔۔۔۔۔ غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایت اسلام کا جذبہ اُن کے شعارِ قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہے گا۔"

(اخبار "وکیل" امرتسر مئی ۱۹۰۸ء بحوالہ "بدر" قادیان ۱۸ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۲)

وہ کاسرِ صلیب محمدؐ کا ہے غلام   مامور ہے خدا کا اُمت کا ہے امام
جاری ہوئے ہیں جس سے محمدؐ کے فیضِ عام   افواجِ کفر و جہل کی جس کی ہوئی تمام

افواجِ محمدؐ کا کماندار یہی ہے
اب مومنوں کا قافلہ سالار یہی ہے

اسلام اور عیسائیت کی جنگ اور دو عظیم تغیرات

محمدی فوجوں کے اس روحانی سپہ سالار کے انتقال پر ستّر برس گزر چکے ہیں۔ اس عرصہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جدید علم کلام کے نتیجہ میں مذہبی دنیا کے اندر زبردست علمی و عملی انقلابات رُونما ہو چکے ہیں جن کی تفصیل نہایت ایمان افروز اور ایک مستقل اور مبسوط مقالے کا تقاضا کرتی ہے۔ مگر یہ مضمون ختم کرنے سے پیشتر اس قدر بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ اسلام اور عیسائیت کی اس جنگ میں دو عظیم تغیرات نمایاں طور پر اُبھر آئے ہیں، ایک تو یہ کہ عیسائیت کے مقابل اسلام کی فتوحات کا نقطہ

دیکھنے کے بعد مسلمانوں کے بہت سے دینی راہنما، مفکر اور اہلِ قلم وفاتِ مسیحؑ کے قائل ہو چکے ہیں، بلکہ اپنی تصانیف اور تقاریر اور مکاتیب میں اس حقیقت کا کھلا اعتراف کر چکے ہیں کہ عقیدۂ حیاتِ مسیحؑ قطعی طور پر عیسائیت کی سازش سے اسلام میں شامل کیا گیا ہے۔ بعض مسلمان شخصیتوں نے نہ صرف قبرِ مسیح کی تحقیق پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خراجِ تحسین ادا کیا ہے بلکہ اس پر مستقل لٹریچر بھی شائع کیا ہے اور اس سے بڑھکر یہ کہ ایک طبقہ نے نزولِ مسیحؑ کی حدیث کا ترجمہ ہی یہ کیا ہے کہ:

"عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام انصاف کرنیوالے حاکم کی حیثیت میں پیدا ہوں گے۔"

("خطبات نبویؐ" از مولانا عبدالقیوم ندوی ص۲۷۱ ، "سیرت ائمہ اربعہ" از مولانا رئیس احمد جعفری ص۵۹۵)

نظریہ وفاتِ مسیحؑ کی مقبولیت دنیائے اسلام میں

علمی افکار کی یہ بھاری تبدیلی عرب و عجم کے بہت سے مسلم زعماء اور مدبرین میں ہو چکی ہے۔ اس سلسلہ میں بعض ممتاز شخصیتوں کے نام یہ ہیں:۔

۱۔ "مسلم ورلڈ لیگ مکہ" (Muslim World League Mecca) اور "اسلامک سنٹر جنیوا" (Islamic Centre Geneva) کے علامہ محمد اسد۔ ۲۔ مصر کے شہرۂ آفاق صحافی اور عالم جناب رشید رضا ایڈیٹر رسالہ "المنار"، ۳۔ الاستاذ محمد شلتوت سابق مفتی مصر ۴۔ الاستاذ احمد العجوز، ۵۔ الاستاذ مصطفیٰ المراغی جامعہ ازہر، ۶۔ لبنان کے نامور عالم الاستاذ عباس محمود، ۷۔ سیّد قطب راہنمائے اخوان المسلمین، ۸۔ الدکتور محمود بن الشریف پروفیسر اکنامکس کالج مصر، ۹۔ عالم ازہر سعد محمد حسن وزارت معارف مصر، ۱۰۔ محمد الغزالی (مصری ادیب)، ۱۱۔ فلسطینی عالم الشیخ عبداللہ القیشاوی غزہ، ۱۲۔ ایرانی عالم جناب زین الدین راہنما مترجم قرآن، ۱۴۔ انڈونیشیا کے عالم حاجی

عبدالکریم امر اللہ، ۱۵۔ شیخ عبداللہ صالح چیف قاضی کینیا[1]۔

برصغیر پاک و ہند کے جو علماء فضلاء اور اُدباء وفاتِ مسیح کا مسلک اختیار کر چکے ہیں اُن میں سے مولانا عبیداللہ صاحب سندھی، مولانا ابوالکلام صاحب آزاد "امام الہند" علامہ عنایت اللہ خاں صاحب مشرقی بانیِ خاکسار تحریک، علامہ نیاز فتح پوری، جناب محمد یٰسین صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل بی۔ پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر،

---

[1] مآخذ: "دی میسیج آف دی قرآن" از محمد اسد

(The Message of the Quran, by Mohammad Asad)

"المنار" جلد ۱۵ صفحہ ۹۰۰ - ۹۰۱

"الفتاوی" صفحہ ۵۲ - ۵۷، ناشر الادارۃ العامۃ للثقافۃ الاسلامیۃ بالازہر قاہرہ

فوٹو تحریر در رسالہ "کیا حضرت مسیح علیہ السلام زندہ ہیں ص۲۳" از مولانا شیخ نور احمد صاحب نیر مبلغ بلاد عربیہ)

"تفسیر المراغی" صفحہ ۱۹۵

"حیاۃ المسیح" از عباس محمود عقاد صفحہ ۲۱۳

"فی ظلال القران" جلد ۷ صفحہ ۶۶ از سید قطب مطبوعہ لبنان

"الادیان فی القران" از دکتور محمد بن الشریف مطبوعہ دار المعارف مصر ص۲۱۰ تا ۲۱۴

المہدیۃ فی الاسلام ص ۳۸ مطبوعہ دار الکتاب العربی مصر

"نظرات فی القرآن" (محمد الغزالی) ناشر دار الکتب الحدیثہ ۱۴ ش الجمہوریۃ بالقاہرہ

"انکاد مومنین فی حقائق الدین" مطبوعہ فلسطین

"ترجمۂ قران فارسی" از زین الدین صاحب راہنما ایران

"القول الصحیح" از حاجی عبدالکریم امر اللہ مطبوعہ انڈونیشیا

سہ ماہی رسالہ "صوت الحق" نیروبی ذیقعدہ ۱۳۹۸ھ مطابق اکتوبر ۱۹۷۸ء ص۶

پروفیسر فدا محمد حسنین صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل بی۔ ڈائریکٹر محکمہ آثارِ قدیمہ سرینگر و رکن بین الاقوامی کانگریس، عبدالوحید خاں صاحب مصنف کتاب "عیسائیت"، مولانا محمد اسماعیل صاحب ندویؒ اور غلام احمد صاحب پرویز مدیر طلوع اسلام" خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں [1]

شخصیتِ مسیحؑ کے متعلق جدید علمی انکشافات

دوسری عظیم الشان تبدیلی جو گذشتہ ستّر سال میں واقع ہوئی وہ یہ ہے کہ اس عرصہ میں ایسے ایسے زبردست علمی اور تاریخی انکشافات ہوئے کہ حضرت مسیحؑ کی صلیبی موت سے نجات، آپؑ کے سفرِ کشمیر اور آپ کی قبر سے متعلق تحقیق پر گویا دن چڑھ

---

[1] ماخذ:۔ "الہام الرحمٰن" جلد ۲ صفحہ ۲۳۰ از مولانا سندھی

"ملاحظات آزاد" صـ۱۳۱ ، "نقشِ آزاد" صـ۱۰۲

"قولِ فیصل"

"ملاحظات نیاز" صـ۸۳

مسٹریز آف کشمیر ("MYSTERIES OF KASHMIR")

ناشر قیصر پبلشرز سرینگر ۱۹۷۷ء

(TRUTH ABOUT THE CRUCIFICATION)

(ناشر مسجد فضل لندن)

"عیسائیت" صفحہ ۵۹۔ ۶۴ ناشر اسلامک پبلیکیشنز لاہور ۱۹۷۵ء

"القادیانیہ" از محمد اسماعیل ندوی ص ۱۰۶

گیا۔ مثلاً وادی قمران کے صحیفے، تصاویر حضرت مسیح ناصریؑ، کفن مسیحؑ حضرت مسیحؑ کی نظموں کا مجموعہؑ اور ہرات میں قدیم ترین انجیل کی دریافت۔

یہ انجیل احادیث المسیح کے نام سے ہے جو ایران و افغانستان کی سرحد پر نواح ہرات میں آباد ایک قدیم عیسائی فرقہ کے پاس محفوظ ہے جو مسلمان ہو چکا ہے اور اپنے تئیں مسلمان عیسائی کہتے ہیں۔ ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب سے بچ گئے اور کنعان سے ہجرت کر کے ہرات میں آئے جہاں اُن کا سلسلہ قائم ہوا، اُن کی وفات کشمیر میں ہوئی اور "یوز آسف" سے مراد آپ ہی ہیں اور اسی نسبت سے آپ عیسیٰ ابن مریم ناصری کشمیری کہلائے۔

(امینگ دی ڈرویشز ("AMONG THE DERVISHES") یعنی "درویشوں کے درمیان" مصنف میکائیل برک (MICHAEL BURKE) شائع کردہ آکٹیگن پریس لندن لمیٹڈ (OCTAGON PRESS LTD , LONDON)

خدا تعالیٰ کی قادرانہ تجلیات کا ایمان افروز منظر

خدا تعالیٰ کی قادرانہ تجلیات ملاحظہ ہوں کہ کسرِ صلیب کے لیے یہ بدیہی شہادتیں خود عیسائی دنیا کے محققین کے ذریعہ ظاہر ہوئیں اور سب سے بڑھ کر یہ تغیر عظیم ہوا کہ چوٹی کے عیسائی پادریوں نے "حیاتِ مسیح" کے عقیدہ کے خلاف بغاوت شروع کر دی، اور یسوع مسیح کی آمدِ ثانی سے انکار کر دیا۔ صلیب کو غیر مسیحی نشان قرار دیا اور اُسے قابلِ احترام سمجھنے یا گلے میں لٹکائے رکھنے کے خلاف صدائے احتجاج بلند کر دی۔

(کتاب "سچائی" ناشر واچ ٹاور بائبل اینڈ ٹریکٹ سوسائٹی آف نیویارک ۱۹۶۸ء انگریزی ۱۹۷۲ء اردو)

ؑ اس مجموعہ میں سیدنا حضرت مسیحؑ دنیا سے مخاطب ہیں اور فرماتے ہیں مجھے مارنے کی کوشش کی گئی مگر میں زندہ بچ گیا پھر لکھا ہے کہ وہ ایک بلند چوٹی پر کھڑا ہو گیا اور اس نے اپنی آواز دنیا کے ایک کنارے سے دوسرے [illegible]
(The Lost Books of the Bible Part II p. 134)

ایبرڈین یونیورسٹی کی ایک فاضل عیسائی لیکچرار نے بی۔بی۔سی۔لنڈن سے تقریر کی کہ یسوع مسیح کے آسمان پر جانے کا خیال محض ڈھونگ ہے۔(نوائے وقت" ۲۰۔جنوری ۱۹۵۵ء صفحہ ۲)

اور مشہور عیسائی محقق رابرٹ گریوز اور جوشوا پوڈرو (ROBERT GRAVES & JOSHUA PODRO) نے تاریخی اور سائنسی شواہد سے ثابت کیا کہ حضرت مسیح کے گوشت پوست والے جسم میں میکانکی امداد کے بغیر پرواز ناممکن تھی اور اُن کے جسم کے فوری طور پر غیر مادی صورت میں تبدیل ہونے کے نتیجہ میں ایسی طاقت پیدا ہونا لازمی تھی جو یروشلم اور فلسطین کو تباہ کر کے رکھ دیتی اور یہ ایک حادثہ ہے جو تاریخی طور پر وقوع پذیر نہیں ہوا۔پس اُن کے آسمان پر جانے کا خیال جوہری طبعیات کے منافی ہے۔ (Jesus in Rome)

عیسائی پادری قریباً پون صدی سے قبر مسیحؑ کو فرضی چبوترے کا نام دیکر مذاق اڑا رہے تھے،لیکن اب دنیا بدل چکی ہے کیونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قادر اور زندہ خدانے یورپ کے تثلیث کدوں میں لیڈس لاؤ فلپ ایم ڈی پراک چیکوسلواکیا (LADISLAV FILLIP M.D) ریجنالڈ چارلس سکالفیلڈ (لنکا شائر) (REGINALD CHARLES EVERARD SKOL FIELD) اور انڈریاس فیبر کائیزر (ANDREAS FABER KAISER) جیسے محقق و مفکر پیدا کر دیئے ہیں جنہوں نے لندن کی تاریخی کسر صلیب کانفرنس کے دوران فاضلانہ مقالے پڑھے اور جو ذاتی تحقیق کے بعد اس قطعی نتیجہ تک پہنچے ہیں کہ حضرت مسیح کی قبر یقیناً سرینگر میں ہے۔مسٹر سکالفیلڈ نے یہ بھی اعتراف کیا ہے کہ اس تحقیق کا سہرا حضرت بانی احمدیت کے سر ہے جنہوں نے اس مقبرہ کی نشان دہی کی اور اپنی بصیرت سے کام لے کر تمام تعصبات کا پردہ چاک کر دیا۔

فیبر کائیزر "موازنہ" مذہب کے مشہور ہسپانوی سکالر ہیں آپ قبر مسیح کی

تحقیق کے لیے خود کشمیر گئے اور انتہائی محنت و قابلیت سے معلومات جمع کر کے ایک کتاب شائع کی جس کا نام ہی یہ رکھا (JESUS DIED IN KASHMIR) یسوع کشمیر میں فوت ہوئے۔

ایک حیرت انگیز بات یہ ہے کہ امریکہ کے ایک نہایت مستند مسیحی ادارہ نے جو دنیا کے مشہور عیسائی سکالرز پر مشتمل تھا، کئی برسوں کی تحقیق کے بعد یہ انکشاف کیا کہ مرقس اور لوقا کی وہ آیات جن میں مسیح کے آسمان پر جانے کا ذکر ہے سراسر جھوٹی، وضعی اور جعلی ہیں۔

صعودِ مسیح سے متعلق الحاقی آیات کا اخراج

امریکی چرچ کی نیشنل کونسل نے اس تحقیق کی بنا پر ایک نیا معیاری اور مستند ترجمہ "ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن" (Revised Standard Version) کے نام سے شائع کیا اور اس میں سے علاوہ دیگر کئی الحاقی آیات کے ان آیات کو بھی متن سے خارج کر دیا جس نے عیسائیت کے تمام حلقوں میں صفِ ماتم بچھا دی ہے۔ چنانچہ برِ صغیر کے بعض مسیحی لیڈروں نے حال ہی میں نہایت خوفزدہ ہو کر لکھا ہے کہ:

> مترجمین کے سامنے ایک ہی مقصد تھا کہ جہاں تک ہو سکے کلام مقدس میں سے وہ تمام آیات حذف کر دی جائیں جن سے خداوند یسوع کا تجسّم، الوہیت، کفارہ، مُردوں میں سے زندہ ہونا اور آسمان پر صعود فرمانا ثابت ہوتا ہے تاکہ خداوند یسوع مسیح کی دوبارہ آمد مشکوک ہو جائے اور خداوند کو وہی حیثیت حاصل رہے جو دوسرے انبیاء کو حاصل ہے اور انہوں نے اس طرح خداوند مسیح کی الوہیت اور

پاکیزگی اور فوق البشر ہونے کا انکار کیا ہے اور یہ ایک ایسی مذموم جسارت ہے کہ اس کی موجودگی میں مسیحیت کی ساری عمارت دھڑام سے گر جاتی ہے ۔"

(ماہنامہ "کلام حق" گوجرانوالہ بابت اپریل ۱۹۷۸ء صٓ)

حضرت مہدی موعود کی ایک پُر جلال پیشگوئی

عالمی سطح پر مسیحی چرچ کی یہ زبردست تبدیلی جس کا تصور بھی قبل ازیں ناممکن تھا اسلام، قرآن اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و حقانیت پر ایک زندہ نشان ہے کیونکہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے خدا سے علم پاکر پہلے سے اس کی خبر دے دی تھی، چنانچہ حضورؑ نے ۱۹۰۳ء میں یہ پُر جلال پیشگوئی فرمائی :۔

"یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اُتریگا ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مرینگے اور کوئی اُن میں سے عیسیٰؑ بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اُن کی اولاد جو باقی رہیگی وہ بھی مرےگی اور اُن میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰؑ بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی۔ اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گی، تب خدا اُن کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گذر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰؑ اب تک آسمان سے نہ اُترا۔ تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰؑ کے انتظار کرنیوالے کیا مسلمان

اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑیں گے اور دُنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ مَیں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھُولے گا اور کوئی نہیں جو اُس کو روک سکے۔"

("تذکرۃ الشہادتین" صفحہ ۶۵)

نام کتاب . . . . . . وفاتِ مسیحؑ اور احیائے اسلام

مصنف . . . . . مولانا دوست محمد شاہد مورخ احمدیت

مطبع . . . . . . [illegible] پرنٹرز لاہور۔

تاریخ طبع . . . . . . مارچ ۱۹۷۹ء

ناشر . . . . . . جماعتِ احمدیہ کراچی

ملنے کا پتہ

الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ ضلع جھنگ